# نورِ ہدایت

## القرآن

’’ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا رفیق بنایا ہے جو ایمان نہیں رکھتے ہیں ○ اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور اللہ نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے کہہ دو کہ اللہ بے حیائی کے کام کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا۔ بھلا تم اللہ کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔‘‘ ○

(سورۃ الاعراف: ۲۷، ۲۸)

## الحدیث

’’حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک بار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے جسم پر بہت معمولی لباس تھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ، گائے، بکریاں، گھوڑے اور خدام وغیرہ سب کچھ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہے تو اس کے انعام واکرام کا لباس سے بھی اظہار ہونا چاہیے۔‘‘ (نسائی)

## الآثار

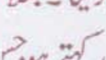

### نفاذِ اسلام سے فرار کیوں؟

’’جو لوگ اسلام کے نظامِ حکومت سے دامن کشاں ہیں اور اقتدار نشیں ہو کر اسلامی نظام کے قیام سے فرار اختیار کرتے ہیں اور عوام کو اپنی ذہنیت کی اصلاح کے لیے کہتے ہیں، وہ دراصل اسلام پر الزام دھرتے ہیں اور خود اسلام سے تہی داماں ہیں۔ جب سب کچھ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہے تو پھر جس نام سے یہ طاقت حاصل کی گئی ہے اس سے انحراف کیوں برتا جا رہا ہے؟

اسلام ایک عالمگیر دین ہے۔ وہ ایک ایسا نظام ہے جو اوّل تا آخر اور تا بہ قیامِ قیامت ہر انسانی گروہ اور ہر انسانی جماعت کی خوش حالی اور برتری کا ضامن ہے۔ وہ بنیادی سعادتوں اور دنیوی خوش نصیبیوں کا توشہ ہے اور ہم اس پر چل کر اپنے لیے، بنی نوع انسان کے لیے اور معاشرۂ انسانی کے لیے صحت مند مستقبل کی تعمیر کر سکتے ہیں۔ مسلمان اور موت کا خوف یکجا نہیں ہو سکتے، جو لوگ قرآنی نظامِ زندگی کو مشتبہ نظروں سے دیکھ رہے ہیں، ان کی بینائی سلب ہو چکی ہے اور وہ اپنی نفسی کوتاہیوں کو اسلام کی کوتاہیوں سے تعبیر کرتے ہیں۔‘‘

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
صوبائی احرار کانفرنس، لائل پور۔ ۳۰ مئی ۱۹۴۸ء

ماہنامہ

# نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 18 شمارہ 3 | صفر 1428ھ — مارچ 2007ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411


بیاد ——

سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ——

ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ


زیرِ سرپرستی ——

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت سید ابو معاویہ ابوذر بخاری

سید عطاء المہیمن بخاری

مدیرِ مسئول ——

سید محمد کفیل بخاری

معاون مدیر ——

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

رفقاءِ فکر ——

پروفیسر خالد شبیر احمد

عبداللطیف خالد چیمہ، سید یونس الحسنی، مولانا محمد مغیرہ، محمد عمر فاروق

آرٹ ایڈیٹر ——

محمد الیاس میراں پوری

i4ilyas1@hotmail.com

سرکولیشن منیجر ——

محمد یوسف شاد



زرِ تعاون سالانہ

اندرونِ ملک —— 150 روپے

بیرونِ ملک —— 1500 روپے

فی شمارہ —— 15 روپے

ترسیلِ زر بنام: نقیبِ ختمِ نبوت

اکاؤنٹ نمبر 5273-1

یو بی ایل چوک مہربان ملتان


تشکیل


| | | | |
|---|---|---|---|
| دل کی بات | انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟ | مدیر | 2 |
| تاریخِ احرار: | احرار کا قافلۂ تحفظِ ختمِ نبوت | سید محمد کفیل بخاری | 4 |
| ״ | تحفظِ ختمِ نبوت اور احرار کی ذمہ داری (ایک تاریخی مکتوب) | چودھری افضل حقؒ | 9 |
| دین و دانش: | رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں | حکیم محمود احمد ظفر | 10 |
| تذکرۂ صحابہؓ: | سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ | ابوسفیان تائب | 17 |
| شاعری: | حمد باری تعالیٰ | حفیظ تائب | 26 |
| ״ | نعتِ رسولِ مقبول ﷺ | عادل یزدانی | 27 |
| ״ | شہیدانِ ختمِ نبوت | شورش کاشمیریؒ | 28 |
| ״ | سلام بحضور شہداءِ ختمِ نبوت | سید عطاء المحسن بخاریؒ | 29 |
| ״ | سلام | بنت امیرِ شریعت | 30 |
| افکار: | جنرل پرویز مشرف کا پراسرار دورہ | ہارون الرشید | 31 |
| ״ | ابتلاء و آزمائش کے مشکل مرحلے | سید محمد معاویہ بخاری | 34 |
| ״ | اسلامی تعلیم و تربیت، یورپی و امریکی معاشرہ اور نئی مسلم نسل کے جنسی مسائل | حافظ حقانی میاں قادری | 37 |
| بازگشت: | احرار اور فنِ خطابت (قسط اوّل) | پروفیسر خالد شبیر احمد | 41 |
| ردِّ قادیانیت: | تعلیمی اداروں میں قادیانی سازشیں | طارق حبیب | 44 |
| حسنِ انتقاد: | تبصرۂ کتب (سید یونس الحسنی، جاوید اختر بھٹی، صبیح ہمدانی) | | 48 |
| اخبار الاحرار | مجلس احرارِ اسلام کی سرگرمیاں | ادارہ | 53 |
| ترحیم | مسافرانِ آخرت | ادارہ | 61 |



ای میل ایڈریس

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com


تحریک تحفظِ ختمِ نبوّت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان


رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961



مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

# انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟

اقبال اور جناح نے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے جو خواب دیکھا تھا' وہ پاکستان کی صورت میں شرمندۂ تعبیر ہوا ہمارے آباؤ اجداد جان و مال کی قربانی دے کر جنت نظیر پاکستان میں آئے۔ پاکستان کی محبت، جائیداد، اولاد، خاندان اور مال کی محبت پر غالب آ گئی۔ اس لیے کہ پاکستان اور اسلام کو لازم و ملزوم قرار دے کر اس قربانی کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ افسوس! صد افسوس! ہماری نااہل قیادت نے ساٹھ برسوں میں سارے خواب چکنا چور کر دیئے۔ پاکستانی کی نظریاتی بنیادیں مسمار کر ڈالیں۔ آج دین اسلام ہی پاکستان میں اجنبی، مظلوم اور مسافر بن گیا۔

ہمارے نااہل مقتدروں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدوں سے انحراف کیا۔ اس کے احکامات سے کھلی بغاوت کی۔ اس کے آخری نبی ﷺ کی اطاعت سے منہ موڑا، قرآن کو چھوڑا، حدیث کا انکار کیا اور سنت کو رسوا کیا۔ اس نافرمانی کے بعد ہمارے ساتھ وہی کچھ ہوا جو تاریخ میں ہوتا آیا ہے۔ امن، سکون، ترقی، معاشی و سیاسی استحکام، اخلاق، تہذیب، عقائد، عبادات، معاملات سب کچھ تلپٹ ہو کے رہ گیا۔ ایک اللہ، ایک رسول اور ایک کتاب کی اطاعت و فرماں برداری سے بغاوت کے نتیجے میں ساری دنیا کے کفار و مشرکین کے غلامِ بے دام اور فرماں بردار ہو کے رہ گئے۔ رب کی غلامی سے نکلے تو انسان کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے:

بے وقار آزادی ہم غریب لوگوں کی
سر پہ تاج رکھا ہے، بیڑیاں ہیں پاؤں میں

گزشتہ چند مہینوں سے وطن عزیز کی سیاسی فضا میں خاصی گہما گہمی اور ہما ہمی رہی ہے۔ مجلس عمل کے استعفوں کا شور اٹھا جو اُن کے اپنے ہی غوغے میں گم ہو گیا۔ تحفظِ حقوقِ نسواں بل کی چیخیں بلند ہوئیں اور پارلیمنٹ میں تحلیل ہو گئیں۔ اب لندن میں میاں محمد نواز شریف کی طرف سے آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد' موضوعِ سیاست ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

ملکی حالات جس ڈگر پر جارہے ہیں یا لے جائے جارہے ہیں۔ اس کا سبب وہی ایک ٹیلی فون کال ہے جسے سن کر ہمارے ''آقائے ولی نعمت'' نے آنِ واحد میں اپنا سب کچھ امریکہ کے حوالے کر دیا۔

افغانستان میں طالبان حکومت ختم ہوئی۔ ہم نے لاجسٹک سپورٹ فراہم کی، نتیجتاً ہماری مغربی سرحد غیر محفوظ ہو گئی۔ افغانستان میں امن قائم ہوا نہ پاکستان میں۔ پہلے ہم بھائی بھائی تھے' اب دونوں ایک دوسرے کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ جس افغانستان پر امریکہ قابض ہے' وہاں گزشتہ دنوں لاکھوں عوام نے امریکہ کے خلاف مظاہرہ کیا

ہے اور ''فرنٹ لائن سٹیٹ'' پاکستان میں امریکہ پر تنقید کی اجازت نہیں۔ اب تو پارلیمنٹ میں بھی صدر پر تنقید کی اجازت نہیں ہے۔ امریکہ ہماری فضائی حدود کی مسلسل خلاف ورزی کر رہا ہے۔ وہ قبائلی علاقوں میں دہشت گردی کے خاتمے کی آڑ میں بمباری کر رہا ہے۔ ہم نے وزیرستان امن معاہدہ کیا اور اس کے بہت مثبت نتائج ظاہر ہوئے۔ انکل سام بگڑ گیا، ہنوز بگڑا ہوا ہے۔ بش کے ماتھے کی شکنیں اور گہری ہو گئی ہیں۔ ہماری حکومت نے دراندازی کے الزام سے بچنے کے لیے افغان سرحد پر باڑ لگانے اور مائنز بچھانے کی بات کی تو صاحب بہادر نے جھڑکیاں دے کر منع کر دیا۔ افغانستان اور بھارت میں کوئی کارروائی ہو' الزام پاکستان پر آجاتا ہے اور پاکستان میں کوئی کارروائی ہو تو ہمارے حکمران فوری طور پر مولوی جنونی اور دہشت گرد قرار دے کر پکڑ لیتے ہیں۔ بھارت میں ٹرین کو آگ لگی، کئی پاکستانی شہید ہو گئے۔ بھارتی حکمرانوں نے فوراً لشکر طیبہ اور جیش محمد کو ذمہ دار قرار دے دیا۔ جبکہ ابھی تحقیقات بھی مکمل نہیں ہوئیں۔ گزشتہ دو مہینوں میں پاکستان میں ریکارڈ بم دھماکے ہوئے ہیں۔ پورے ملک میں خوف و ہراس اور عدم تحفظ کی فضا ہے۔ اسلام آباد میں یکے بعد دیگرے دو دھماکے، کوئٹہ کی عدالت میں دھماکہ، سیکڑوں جانوں کا نقصان ہو چکا ہے۔ حکمران انھیں خودکش دھماکے قرار دے رہے ہیں لیکن ملک کا ایک سنجیدہ طبقہ اسے سازش قرار دے رہا ہے۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ ملک دشمن عناصر یہ خونیں کھیل، کھیل رہے ہیں۔ وہ معصوم لوگوں کو دھوکے میں رکھ کر استعمال کر رہے ہیں۔ اُن کو ایک منظّم منصوبے کے تحت مارا جا رہا ہے اور دہشت گردی کی ساری کارروائی بڑی آسانی کے ساتھ اس مرنے والے کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے۔ یہ عناصر ملک کے اندر اور باہر دونوں محاذوں پر سرگرم ہیں۔ حکومت کو سنجیدگی کے ساتھ اِن کارروائیوں کا جائزہ لینا چاہیے۔

ایک طرف وطن عزیز کے بازاروں، مسجدوں اور عدالتوں میں دھماکے ہو رہے ہیں' دوسری طرف ہمارے حکمران میراتھن ریس، ویلنٹائن ڈے اور بسنت منانے میں مشغول ہیں۔ عدالتِ عالیہ کی طرف سے پابندی کے احکامات کو روندتے ہوئے پنجاب حکومت نے بسنت منانے کی اجازت دی' جس کے نتیجے میں پھر کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔ معلوم نہیں' وزیرِاعلیٰ پنجاب معصوم جانوں کا نذرانہ لے کر بسنت کی عارضی خوشی منانے پر کیوں تلے ہوئے ہیں؟ موجودہ روشن خیال، ترقی پسند اور خوشحال پاکستان کے دعوے دار حکمرانوں نے قوم کو جو تازہ ترین تحفہ دیا ہے وہ بجلی کے نرخوں میں ۱۰ فیصد اضافہ ہے۔ یقینی بات ہے کہ اس ظالمانہ اقدام سے مہنگائی میں مزید اضافہ ہو گا۔ عوام کی کمر تو پہلے ہی ٹوٹی ہوئی تھی۔ اب ہاتھ پاؤں بھی توڑ ڈالنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

ساٹھ برسوں میں ہمارے نااہل حکمرانوں نے ملک کی نظریاتی بنیاد کو منہدم کیا۔ سیاسی حکومتوں کو ختم کر کے ریاستی نظام میں عدم استحکام پیدا کیا، سودی تجارت کر کے ملک کی معیشت ملٹی نیشنل کمپنیوں کے قبضہ میں دے دی، ہمسایہ ممالک کو اپنا سخت دشمن بنا لیا۔ ملکی آزادی، خودمختاری اور سلامتی سب داؤ پر لگ چکی ہے۔

وطن عزیز کے ہر شہری کے لبوں پر سوال ہے:

انجامِ گلستاں کیا ہو گا؟

سید محمد کفیل بخاری

# احرار کا قافلۂ تحفظ ختم نبوت

۱۱،۱۲ ربیع الاوّل کو مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام چناب نگر میں ۲۹ ویں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں معروف علماء و مشائخ، دانشور، سکالرز، مختلف مکاتبِ فکر کے رہنماء اور عوام شریک ہو رہے ہیں۔ ذیل کی تحریر میں احرار اور تحفظ ختم نبوت کی مناسبت سے ہی مجھے چند معروضات پیش کرنی ہیں۔

عقیدۂ ختم نبوت، اسلام کی روح، ایمان کی جان اور وحدتِ امت کی اساس ہے۔ امتِ مسلمہ کی بقاء و استحکام اسی عقیدہ میں مضمر ہے۔ یہود و نصاریٰ نے تکمیل دین کے اعلان کے بعد پہلی ضرب عقیدۂ ختم نبوت پر لگائی تا کہ امتِ مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کیا جائے۔ نبی ختمی مرتبت ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخری دنوں میں فتنہ ارتداد نے سر اٹھایا۔ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسود عنسی کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ مبارکہ میں حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور مسیلمہ کذاب کو خلیفۂ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ جہادِ یمامہ میں سینکڑوں صحابہ شہید ہوئے مگر انہوں نے خاتم النبیین ﷺ کے قولِ فیصل ''جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو'' کو سچ کر دکھایا۔

یوں تو چودہ صدیوں میں سو سے زائد ملعون اور جھوٹے افراد نے نبوت کے دعوے کیے اور اپنے اپنے عہد میں عبرتناک انجام سے دوچار ہو کر جہنم کا ایندھن بنے مگر گزشتہ صدی کے آخر میں ہندوستان کے نصرانی حکمران انگریز نے امتِ مسلمہ میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کے لیے ایک ملعون شخص مرزا قادیانی کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے منتخب کیا۔ یہ شخص (بقول خود) ''انگریز کا وفادار اور خود کاشتہ پودا'' تھا اور اسی وفاداری کے تحت اس نے پہلے اپنے آپ کو مبلغ و مناظر اسلام کے طور پر متعارف کرایا اور پھر بتدریج مہدی، مجدد، مسیح موعود، ظلی و بروزی نبی اور آخر میں معاذ اللہ محمد و احمد (ﷺ) ہونے کا دعویٰ کیا۔ سب سے پہلے علماء لدھیانہ اور بعد میں علماء دیوبند نے اس پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ مسلمانوں میں اضطراب بڑھا اور محدث کبیر حضرت علامہ محمد انور شاہ کاشمیری قدس سرہٗ نے فتنۂ قادیانیت کے عوامی محاسبہ کے لیے علماء حق کو تیار کیا۔ مارچ ۱۹۳۰ء میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کی انجمن خدام الدین لاہور کے سالانہ جلسہ میں حضرت انور شاہ کاشمیریؒ نے پانچ سو علماء کی معیت میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کو ''امیر شریعت'' منتخب کیا اور اُن کے ہاتھ پر فتنہ قادیانیت کے محاسبہ و تعاقب کے لیے زندگی وقف کرنے کی بیعت کی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے مجلس احرار اسلام کے تحت ''شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت'' قائم کر کے قافلۂ ختم نبوت تشکیل دیا۔ مرزا کی جنم بھومی قادیان میں مجلس احرار اسلام کا دفتر، مدرسہ، مسجد اور لنگر خانہ قائم کیا۔ قادیانیوں نے تشدد، قتل، خوف و ہراس اور مسلمانوں کو زدوکوب کرنے کے تمام ذلیل ہتھکنڈے آزمائے مگر منہ کی کھائی۔

قادیانیوں نے کشمیر کو اپنی سازشوں کا مرکز بنایا تو مجلس احرار نے ۱۹۳۰ء کی تحریک کشمیر میں پچاس ہزار کارکنوں کی گرفتاری اور چنیوٹ کے الٰہی بخش شہید سمیت کئی کارکنوں کی شہادت پیش کر کے قادیانیوں کی سازش ناکام کی اور ڈوگرہ راج کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

مجلس احرار اسلام نے میاں قمر الدین رحمہ اللہ (لاہور) کو ''ختم نبوت وقف قادیان'' کا صدر اور مولانا عنایت اللہ چشتیؒ

(ساکن چکڑالہ ضلع میانوالی) کو قادیان میں پہلا مبلغ مقرر کیا۔ پھر احرار رہنما، فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا لعل حسین اخترؒ اور قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ قادیان میں مرکز احرار اسلام میں بیٹھ کر قادیانیوں کو للکارتے اور مسلمانوں کے حوصلے بڑھاتے رہے۔

۲۱، ۲۲، ۲۳/ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو مجلس احرار اسلام نے قادیان میں تین روزہ عظیم الشان ''ختم نبوت کانفرنس'' منعقد کی، جس میں تمام زعماء احرار اور ہندوستان بھر کے علماء خصوصاً حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور حضرت مفتی کفایت اللہ رحمہم اللہ نے شرکت کی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حلقہ کے تمام علماء سمیت تائید وحمایت کر کے مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنی طرف سے مالی تعاون بھی فرمایا۔ اس مشن میں مجلس احرار اسلام کو برصغیر کے تمام علماء ومشائخ کی تائید وحمایت اور دعا وتعاون حاصل تھا۔ الحمدللہ! قادیانیوں کی ہوا اکھڑ گئی اور احرار کے قافلۂ تحفظ ختم نبوت کو فتح حاصل ہوئی۔

قیامِ پاکستان کے بعد قادیانیوں نے پاکستان کی سلامتی کو نقصان پہنچانے کی سازش کی اور انگریز کا حق نمک ادا کرتے ہوئے اُن کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے سرگرم ہو گئے۔ انگریزوں کے ایماء پر پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا۔ جس نے تمام ریاستی وسائل کو قادیانی ارتداد کی تبلیغ اور اقتدار پر شب خون مارنے کی سازشوں کو پروان چڑھانے پر صرف کیا۔ ملک پر عملاً قادیانیوں کی حکومت تھی۔ مرزا بشیر الدین ۱۹۵۲ء میں بلوچستان کو ''احمدی سٹیٹ'' بنانے کی پیش گوئیاں کر رہا تھا۔ ان حالات میں مجلس احرار اسلام نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں تمام مکاتبِ فکر کے جید علماء کو متحد کر کے ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' تشکیل دی۔

۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت برپا ہوئی۔ سفاک وظالم جنرل اعظم خان نے مارشل لاء لگا دیا۔ بدترین ریاستی تشدد کے ذریعے ہزاروں سرفروشانِ احرار اور فدائیانِ ختم نبوت کو گولیوں کا نشانہ بنا کر شہید کیا گیا، تمام رہنما قید کر لیے گئے۔ بظاہر تحریک کو تشدد کے ذریعے کچل دیا گیا۔ مجلس احرار اسلام کو خلافِ قانون قرار دے کر ملک بھر میں احرار کے تمام دفاتر سر بمہر اور ریکارڈ قبضہ میں لے کر تلف کر دیا گیا۔ زعماءِ احرار چین سے بیٹھنے والے کہاں تھے۔ ۱۹۵۴ء میں قید سے رہا ہوئے تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد حیاتؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ، جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری اور دیگر احرار رہنما سر جوڑ کر بیٹھے۔ مجلس احرار اسلام پر پابندی کے باوجود تحفظ ختم نبوت کے مشن کو جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ ستمبر ۱۹۵۴ء میں احرار کی شیرازہ بندی کر کے اور شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کو بحال کر کے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے کام کا آغاز کیا گیا۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۶۲ء تک مجلس احرار خلافِ قانون رہی۔ لہٰذا مجلس تحفظ ختم نبوت کے نامِ خوش نام سے احرار سرگرمِ عمل رہے۔ ۲۱/ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۶۲ء میں ایوب خان نے سیاسی جماعتوں سے پابندیاں اٹھائیں تو جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے احرار کے احیاء کا اعلان کیا اور ضیغمِ احرار شیخ حسام الدینؒ کی قیادت میں احرار پھر سرگرم ہو گئے۔ احیاء احرار کا مشورہ دینے والوں میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ بھی شامل

تھے۔تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں جب احرار پر پابندی لگی تو مولانا محمد علی جالندھری مجلس احرار پنجاب کے ناظم اعلیٰ تھے۔مجلس احرار اسلام سیاسی اور عوامی میدان میں قادیانیوں اور قادیانی نوازقوتوں کے خلاف سینہ سپر ہوئی تو مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی محاذ پر قادیانیوں کا محاسبہ اور تعاقب کرنے لگی۔مجلس احرار اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت ایک ہی کام کے دونام ہیں۔ان میں گل وبلبل کا رشتہ ہے۔مجلس احرار اسلام کی مثال گل ہے تو مجلس تحفظ ختم نبوت کی بلبل۔اور یہ بلبل گلستانِ احرار کے ہر گل سے لطف اندوز ہوتی رہی ہے۔

شہداء ختم نبوت کا خونِ بے گناہی رنگ لایا تو ۱۹۷۴ء میں ایک بے مثال تحریک کے نتیجے میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ ،قائدِ احرار حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ ،مولانا مفتی محمودؒ ،مولانا غلام غوث ہزاروی ،مولانا شاہ احمد نورانیؒ ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ ،مولانا عبدالحقؒ ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ ، پروفیسر عبدالغفور احمد اور دیگر رہنماؤں کی قیادت میں تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

جون ۱۹۷۵ء میں ابن امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ قادیانیوں کے مرکز ربوہ میں فاتحانہ انداز کے ساتھ داخل ہوئے اور تبلیغی جلسوں کے ذریعے قادیانیوں کو اسلام کی دعوت دی۔۲۷؍فروری ۱۹۷۶ء میں چناب نگر (سابق ربوہ) میں مجلس احرار اسلام نے مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد ''مسجد احرار'' قائم کی۔جس کا سنگِ بنیاد جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے اپنے دستِ حق پرست سے رکھا۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے سابق صدر مجاہدِ ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ نے بھی اس موقع پر خطاب فرمایا۔حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی امامت میں نمازِ جمعہ ادا کی گئی۔دونوں بھائیوں اور دیگر کارکنانِ احرار کو گرفتار کر لیا گیا۔ابناء امیر شریعت حضرت سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ اور حضرت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے یہاں مدرسہ و مسجد قائم کر کے قادیانی ''قصرِ خلافت'' میں زلزلہ برپا کر دیا۔

۱۹۸۴ء میں کل جماعتی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم ، قائدِ احرار ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ اور دیگر تمام دینی وسیاسی رہنماؤں کی قیادت میں تحریک تحفظ ختم نبوت برپا ہوئی تو قانونِ امتناع قادیانیت کے اجراء کی صورت میں کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

مجلس احرار اسلام کا قافلۂ تحفظ ختم نبوت پوری آب وتاب کے ساتھ رواں دواں ہے۔پاکستان میں اس وقت تیس مراکز ختم نبوت ، محاسبۂ قادیانیت کی جہدِ مبین میں مصروف ہیں۔برطانیہ میں جناب شیخ عبدالواحد اور جرمنی میں جناب محمد اعظم ''احرار ختم نبوت مشن'' کی نگرانی کر رہے ہیں۔چناب نگر (ربوہ) میں قائدِ احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم ہمہ وقت مدرسہ ختم نبوت ، مسجد احرار میں موجود ہیں۔نیز مولانا محمد مغیرہ قادیانیوں سے گفتگو اور مناظرہ کے ساتھ ساتھ مبلغین ختم نبوت بھی تیار کر رہے ہیں۔مسجد احرار چناب نگر میں سالانہ ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' ربیع الاوّل میں منعقد ہوتی ہے۔اسی طرح چنیوٹ لاہور ، چیچہ وطنی ، ملتان اور دیگر شہروں میں بھی تحفظ ختم نبوت کے سالانہ اجتماعات ہوتے ہیں۔دارِ بنی ہاشم ملتان میں گزشتہ سال شوال میں دس روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔ردّ قادیانیت پر ہزاروں روپے کا لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔مرکزِ احرار چناب نگر میں مسلمانوں کے لیے فری میڈیکل کیمپ کا اہتمام ہوتا ہے۔جناب

عبداللطیف خالد چیمہ (مرکزی ناظم نشر واشاعت مجلس احرار اسلام) برطانیہ، سعودی عرب اور پاکستان میں باقاعدگی سے دورے کر کے ختم نبوت کے مشن کی آبیاری کر رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کی موجودہ قیادت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری اور پروفیسر خالد شبیر احمد اپنے رفقاء کی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ قادیانیت کے محاسبہ وتعاقب میں فعال وسرگرم ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ' مجلس احرار اسلام کی پہچان، شناخت اور تعارف ہے:

(۱) مجلس احرار اسلام ۲۰۰۷ء کو تحفظ ختم نبوت کا سال قرار دے کر ملک بھر میں اپنے اجتماعات اسی عنوان سے منعقد کرے گی اور عقیدۂ ختم نبوت وتحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے پیغام کو منظم طریقے سے گھر گھر پہنچایا جائے گا۔

(۲) دینی وملکی امور میں قومی دھارے میں شامل ہو کر بھرپور کردار ادا کیا جائے گا۔

(۳) مختلف شہروں میں مراکزِ احرار میں قائم دینی مدارس کے نظام ونصابِ تعلیم کو مضبوط ومستحکم کیا جائے گا۔

(۴) چناب نگر کے مدرسہ ختم نبوت میں اس سال سے درسِ نظامی کی کلاسیں شروع کی جاچکی ہیں نیز طلباء میں عربی اور انگریزی زبان کے بولنے اور لکھنے کا خصوصی اہتمام کیا جائے گا۔

(۵) دورِ جدید کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے احرار کارکنوں میں تحریر وتقریر کی صلاحیت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں ذرائع ابلاغ کے کردار اور اہمیت سے انہیں متعارف کرایا جائے گا۔ اس سلسلے میں تربیت گاہیں منعقد کی جائیں گی۔

مجلس احرار اسلام نے ۲۹؍ دسمبر ۱۹۲۹ء کو امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مفکرِ احرار چودھری افضل حقؒ اور دیگر اکابر رحمہم اللہ کی قیادت میں ایک فکری وتحریکی سفر کا آغاز کیا تھا۔ اکابرِ احرار نے مسلمانوں کے دینی عقائد واعمال کے تحفظ کے ساتھ ساتھ قومی وسیاسی تحریکوں اور سماجی خدمت کے میدان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ اس سفر میں قید وبند کی تمام صعوبتیں برداشت کیں۔ حتیٰ کہ احرار کارکنوں اور رہنماؤں نے اپنی جانیں بھی اللہ کے راستے میں قربان کیں۔

محدث العصر علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو ''امیر شریعت'' منتخب کر کے مجلس احرار اسلام کو تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر سرگرم کیا تھا۔ الحمد للہ احرار آج بھی محاذِ ختم نبوت پر دادِ شجاعت دے رہے ہیں۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء کی ''احرار تبلیغ کانفرنس'' قادیان سے لے کر ۱۱،۱۲؍ ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ (یکم اپریل ۲۰۰۷ء) کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی تحفظ ختم نبوت کانفرنس تک ۷۷ سالہ تحریکی سفر میں احرار کارکنوں اور قائدین نے جس استقامت اور جرأت وایثار کا مظاہرہ کیا' وہ اُن کے لیے توشۂ آخرت ہے۔ خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر ۱۹۳۴ء (قادیان) ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء (پاکستان) میں برپا ہونے والی تحاریک تحفظ ختم نبوت احرار کی جدوجہد کا حاصل ہیں۔ تحریک تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ (۲۰۰۶ء) کی مناسبت سے اس وقت پاکستان اور دنیا میں جو صورتحال ہے' وہ نہایت اہم ہے۔ ہمیں اس کا مکمل ادراک کرتے ہوئے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ مجلس احرار اسلام نے حالیہ تحریک تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ میں قومی دھارے میں شامل ہو کر اپنے حصے کا بھرپور کردار ادا کیا۔ امتِ مسلمہ کے خلاف عالمی سامراج کی سازشوں اور منصوبوں سے عوام کو

خبردار کیا۔ اس کے لیے جلسوں اور احتجاجی مظاہروں کو ذریعہ اظہار بنایا گیا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے فرزند حضرت سید عطاء المہیمن بخاری پاکستان میں اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کے پوتے مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی بھارت میں مجلس احرار اسلام کی قیادت کرتے ہوئے تحفظ ختم نبوت اور محاسبۂ قادیانیت کی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

۱۱،۱۲/ ربیع الاوّل کو چناب نگر میں منعقد ہونے والی تحفظ ختم نبوت کانفرنس احرار کارکنوں کے لیے پیغام ہے کہ وہ اسی عنوان سے ملک بھر میں اجتماعات منعقد کریں۔ عوام نے احرار کے پیغام کو سنا اور دعوت و تبلیغ کے اس مقدس تحریکی سفر میں احرار کے شانہ بشانہ چلنے کا عزم کیا۔ احرار کارکنوں کی توجہ اور محنت سے ان شاء اللہ مستقبل میں ہم اپنے اہداف ضرور حاصل کریں گے۔

## اپیل

اس وقت مدرسہ ختم نبوت چناب نگر، مدنی مسجد چنیوٹ، مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی اور مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان زیر تعمیر ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت کے تحت قائم مدارس و مراکز، اساتذہ و مبلغین، طلباء کی رہائش، خوراک، علاج اور لٹریچر کی اشاعت وغیرہ پر سالانہ اخراجات تقریباً ایک کروڑ روپے ہیں۔ جدید تعمیرات بجٹ کی کمی کی وجہ سے معلق ہیں۔

تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی جماعت 'مجلس احرار اسلام میں شامل ہوں اور قافلۂ تحفظ ختم نبوت کے معاون بنیں۔ اپنی زکوٰۃ و صدقات اور عطیات سے احرار ختم نبوت مشن کو مضبوط کریں۔ اللہ کی رضا کے لیے خرچ آپ کریں دعا ہم کریں گے اور اجر اللہ تعالیٰ عطاء فرمائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

## رابطہ و ترسیل زر کے لیے

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961,0300-6326621

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری' مدرسہ معمورہ

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017　یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

بذریعہ آن لائن: 2-3017-010　بینک کوڈ: 0165

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

29 مارچ 2007ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان　061-4511961

# مفکرِ احرار چودھری افضل حق ؒ کا مکتوب۔ اہم شخصیات کے نام

برادرم مکرم! السلام علیکم

آپ نے گزشتہ تحریک حریت کشمیر کے سلسلہ میں مجلس احرار کی مالی مدد فرمائی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ کی امداد وخدا تعالیٰ کی مہربانی سے مسلمانانِ ہند نے مجلس احرار کی رہنمائی میں قربانی اور ایثار کا وہ عدیم النظیر مظاہرہ کیا جس کے باعث مسلمان ہندوستان کی زندہ قوم شمار ہونے لگے۔ ان دنوں انگلستان میں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس ہو رہی تھی۔ سر محمد شفیع مرحوم نے گورنمنٹ کو صاف تنبیہ کی تھی کہ اگر گورنمنٹ کانگریس کی سول نافرمانی سے ڈرتی ہے تو ہماری پشت پر مجلس احرار ہے۔ جس کی قربانیاں کسی سے کم نہیں۔ اس تحریک میں پنجاب کے جیل خانے، تمام حوالاتیں، تمام کیمپ بھر چکے تھے۔ قیدیوں کو پکڑ پکڑ کر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس بے مثال قربانی میں آپ کا بھی مالی حصہ ہے۔

اب مجلس احرار نے ضروری سمجھا ہے کہ علاوہ سیاسی کام کے تھوڑا بہت تبلیغی کام کرے۔ اس غرض کے لیے یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ اسلام کو اندرونی دشمنوں کے حملہ سے محفوظ کیا جائے اور ممالک غیر میں بھی مشن کھولے جائیں۔ آپ جانتے ہیں کہ قادیانی جماعت تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر کہہ رہی ہے اور مرزا غلام احمد کی نبوت منوانے کی فکر میں ہے۔ جس کا صاف نتیجہ یہ ہوگا کہ آئندہ بھی لوگ نبوت کا دعویٰ کیا کریں گے اور اسلام تقسیم در تقسیم ہوتا چلا جائے گا۔ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ختم نبوت کا اعلان فرما کر اسلام کو نئی نئی امتوں میں تقسیم ہونے سے بچالیا۔ اس طرح وحدتِ اسلامی کو محفوظ کر کے تمام دنیا پر غالب آجانے کا موقع پیدا کر دیا۔ لیکن غلام احمد قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی جیسے کذابوں نے اپنی اپنی نبوتوں کا اعلان کر کے اسلام کو سخت مشکلات میں ڈال دیا۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک میں لوگوں کو اس مذہبی خطرہ سے بیدار کیا جائے اور اسلامی تعلیم کو بہاء اللہ ایرانی اور مرزا قادیانی کی تعلیمات سے محفوظ کر دیا جائے۔ مجلس احرار نے قریباً ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ ہوا نہایت تکلیف کے بعد قادیان میں اپنا تبلیغی مشن کھول دیا ہے۔ وہاں ایک مدرسہ بھی جامعہ محمدیہ کے نام سے کھول دیا گیا ہے۔ ایک مخیر شخص کی بدولت کچھ زمین بھی خرید لی گئی ہے تاکہ قادیان کے اردگرد کا علاقہ مرزائی اثر سے پاک رہے۔ اللہ کے فضل سے اس معاملہ میں ہمیں امید سے زیادہ کامیابی ہو رہی ہے لیکن یہ کام ہنگامی جوش کا نہیں۔ اس میں نہایت خاموشی سے کام کرنا پڑے گا مگر یہ کام بغیر روپے کے نہیں ہوسکتا۔ ہمیں امید ہے کہ آپ جیسے مخلص اور مخیر مسلمان اس آڑے وقت میں کشمیر تحریک کی طرح ہماری مدد کریں گے۔ کیوں کہ یہ غیر سیاسی کام ہے۔ اس کا حساب کتاب پائی پائی کا رکھا جائے گا۔ جو ہر وقت ملاحظہ کے لیے کھلا رہے گا۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے قوی امید ہے کہ آپ ضرور اپنی طرف سے اور اپنے دوستوں کی طرف سے فوری امداد بہم پہنچا کر ہمیں اسلام کی خدمت کے قابل کر دیں گے۔ اگر آپ فرمائیں تو دفتر سے آپ کو رسید بکیں بھیج دی جائیں۔ تاکہ فراہمی چندہ میں اوروں سے بھی امداد حاصل کر سکیں۔

(چودھری) افضل حق ایم۔ ایل۔ سی

وائس پریذیڈنٹ مجلس احرار اسلام ہند لاہور

(۱۹۳۲ء)

حکیم محمود احمدظفر

# رسول اللہ ﷺ کی چند پیش گوئیاں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قیامت کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے جو خاتم الانبیاء اور اپنی امت کے لیے بشیر ونذیر تھے' قیامت کی کچھ نشانیاں بتائیں جن کو ہم رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں بھی کہہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے چودہ سو سال قبل جو پیش گوئیاں ارشاد فرمائی تھیں وہ ایک ایک کر کے درست ثابت ہو رہی ہیں۔ ان پیش گوئیوں کے ظاہر ہونے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لوگوں کے ایمان میں اضافہ ہوا اور زیادتی ہوتی ہے کیوں کہ آپ ﷺ نے مغیبات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر جو کچھ لوگوں کو بتایا وہ صحیح اور درست ثابت ہو رہا ہے۔

احادیث کی کتابوں میں آپ کی پیش گوئیاں گو بہت زیادہ ہیں' لیکن ہم اس سلسلۂ مضامین میں ان میں سے صرف چند ایک نقل کریں گے۔

## (۱) مال ودولت کی کثرت:

رسول اللہ ﷺ نے پیش گوئی فرمائی کہ دنیا میں مال و دولت کی کثرت ہو جائے گی' چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم میں مال ودولت کی کثرت نہ ہو جائے یہاں تک کہ مال ودولت کا مالک صدقہ وخیرات کرنے کا ارادہ کرے گا اور ایک شخص کو صدقہ دے گا لیکن وہ کہے گا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ یعنی وہ صدقہ قبول نہیں کرے گا۔'' (بخاری جلد۳، ص۸۱، مسلم جلد۷، ص۹۷)

اس مضمون کی ایک اور حدیث سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ وہ بھی آئے گا کہ ایک شخص اپنے ہاتھ میں سونا لے کر صدقہ دینے کے لیے گھر گھر پھرے گا لیکن وہ اس صدقہ کو لینے والا کوئی نہیں پائے گا۔ (مسلم جلد۸، ص۹۶)

رسول اللہ ﷺ نے خبر دی کہ عنقریب اللہ تعالیٰ اس امت کے ہاتھوں دنیا کے خزانے فتح کرائے گا اور اس امت کی سلطنت زمین کے مشرق ومغرب تک پہنچے گی۔ کیونکہ حدیث میں ہے جس کو سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا ہے اور مین نے اس کے تمام مشارق ومغارب کو دیکھ لیا، اور جو زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی اور مجھے سرخ وسفید دو خزانے دیئے گئے۔ (مسلم جلد۱۸، ص۱۱۳ مع شرح النووی)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''**اعطیت مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض**''۔ (مسلم جلد۱۵، ص۵۷)

مجھے روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں۔

ایک اور حدیث میں سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ دفعتاً ایک شخص آیا اور اس نے بارگاہِ رسالت میں اپنی تنگ دستی کی شکایت کی۔ پھر ایک شخص آیا اور اس نے رہزنی اور راستوں کے غیر مامون ہونے کی شکایت کی۔ ان دونوں کی شکایات سن کر رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ''تم نے حیرہ دیکھا ہے؟'' سیدنا عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''دیکھا تو نہیں البتہ اس کے حالات سنے ہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ ایک ہودج نشین عورت حیرہ سے چل کر مکہ مکرمہ آئے گی اور یہاں کعبہ کا طواف کرے گی اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اس کے دل میں کسی اور کا ذرا برابر خوف اور ڈر نہ ہوگا''۔ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ قبیلہ طے کے ڈاکو (یہ سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کا اپنا قبیلہ تھا) جنہوں نے شہروں میں لوٹ مار کی آگ لگا رکھی ہے، یہ بھلا کہاں جائیں گے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اگر تم زندہ رہے تو کسریٰ کے خزانے بھی فتح کر لو گے'' از راہ تعجب پوچھا کہ ''کسریٰ بن ہرمز بادشاہ کے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں کسریٰ بن ہرمز کے'' پھر فرمایا: ''اگر تم نے کچھ اور طویل زندگانی پائی تو تم دولت کی فراوانی کا وہ دور بھی دیکھو گے کہ ایک شخص مٹھی بھر کر سونا چاندی اس نیت سے لے کر نکلے گا کہ کوئی اس کو قبول کر لے لیکن کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا۔ خوب یاد رکھو کہ قیامت میں تم میں سے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا ہے جب کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی دوسرا ترجمانی کرنے والا نہ ہوگا۔ اس سے سوال ہوگا کہ ''بتا میں نے تیرے پاس اپنا رسول نہیں بھیجا تھا جس نے میرے احکام تجھ تک پہنچائے؟ کیا میں نے تجھے مال عطا نہیں کیا تھا اور تجھ پر اپنا فضل نہیں فرمایا تھا؟ وہ بارگاہِ الوہیت میں عرض کرے گا کیوں نہیں، تو نے یہ سب کچھ بخشا تھا۔ اس کے بعد وہ شخص اپنی دائیں جانب دیکھے گا تو اس کو جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔ پھر وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو اس طرف بھی اس کو جہنم کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے گا۔

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ خود سنا کہ دیکھو جہنم سے بچو اگر چہ کھجور کا ذرا سا ٹکڑا صدقہ دے کر تمہیں بچنا پڑے اور کسی شخص کے پاس یہ بھی نہ ہو تو وہ ایک پاکیزہ کلمہ کہہ کر ہی جہنم سے بچ جائے۔

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی ارشاد فرمودہ پیش گوئیوں سے امن کا وہ دور دورہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مقام حیرہ سے ہودج نشین عورت سفر کر کے آتی ہے اور کعبہ کا طواف کر کے واپس چلی جاتی ہے اور راستہ میں اس کو اللہ کے سوا کسی اور کا خوف نہ ہوتا۔ اور کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کرنے والوں میں تو میں خود بھی شریک تھا۔ اور اگر تمہاری عمر ہوئی (یعنی سننے والوں میں جو لوگ زندہ رہیں گے) تو وہ تیسری بات جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی، وہ بھی دیکھ لو گے یعنی مال کی کثرت ہوگی کہ آدمی اپنی مٹھی بھر کر سونا چاندی لیے گھر سے چلے گا تو اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ملے گا۔ (بخاری جلد ا ص ۵۰۷، البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۱۸۸، شرح السنہ لغوی جلد ۵ ص ۳۱۔۳۲)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ مال کی کثرت والی پیش گوئی سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد خلافت میں پوری ہوگئی۔ (الجواب الصحیح جلد۴ص ۱۳۳)

کسریٰ بن ہرمز کے خزانوں کو فتح کرنے کی پیش گوئی تو اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جو سفر ہجرت میں سراقہ کے ساتھ پیش آیا۔ جب آپ ﷺ نے سیدنا ابوبکر ﷜ کی معیت میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور راستہ میں سراقہ نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا اور تین دفعہ اس کا گھوڑا زمین میں دھنسا اور تینوں دفعہ آپ ﷺ کی دعا سے باہر نکلا تو اس حالت میں کہ آپ ﷺ خود پناہ کی تلاش میں تھے اور دشمنوں سے بھاگ کر دوسرے شہر میں ہجرت فرمارہے تھے اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا کہ انجام کیا ہوگا، لیکن سرکار دو عالم ﷺ نے اس وقت سراقہ سے فرمایا:

**کیف بک اذا البست سوار کسریٰ؟**

اے سراقہ! اس وقت تیرا کیا حال ہوگا جس وقت تو کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔

چنانچہ سیدنا فاروق اعظم ﷜ کے زمانے میں جب ایران فتح ہوا تو کسریٰ کا تاج اور اس کے کنگن اور دیگر زیورات مسجد نبوی میں مال غنیمت کے طور پر فاروق اعظم ﷜ کے سامنے لاکر ڈال دیے گئے تو آپؓ نے ارشاد فرمایا: ''سراقہ کو بلاؤ'' چنانچہ سراقہ کو حاضر کیا گیا۔ سیدنا فاروق اعظم ﷜ نے سراقہ ﷜ سے مخاطب ہوکر فرمایا: ''سراقہ ہاتھ اٹھاؤ'' پھر فرمایا: **اللّٰہ اکبر الحمدللّٰہ الذی سلبھما کسریٰ بن ھرمز والبسھما سراقہ الاعرابی.**

اللہ سب سے بڑا ہے، اور سب تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے یہ دونوں کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور ایک دیہاتی سراقہ کو پہنائے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس بات کی پیش گوئی فرمائی ہے کہ قرب قیامت میں مال کی کثرت ہوجائے گی حتیٰ کہ صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ چنانچہ صحابہ کرام ﷢ کے زمانہ میں جب قیصر وکسریٰ کے خزانے مال غنیمت کی شکل میں مدینہ میں آئے تو چاروں طرف مال کی کثرت اور بہتات ہوگئی اور ملک میں اس قدر افراط زر ہوگیا کہ سیدنا عثمان بن عفان ﷜ کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ میں ایک گھوڑے کی قیمت ایک لاکھ ہوگئی، اور سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد خلافت میں کوئی شخص صدقہ کو قبول کرنے والا نہیں ملتا تھا۔

ایک اور حدیث کی پیش گوئی کے مطابق سیدنا مہدی اور سیدنا عیسیٰ ؑ کے نزول فرمانے کے بعد بھی زمین اسی طرح اپنے خزانے اگلے گی اور ہر طرف مال ودولت کی کثرت ہوجائے گی۔ اس وقت بھی کوئی زکوٰۃ اور صدقات کو قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ ﷜ فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''زمین اپنے جگر کے ٹکڑے اپنے اندر سے سونے چاندی کی شکل میں باہر نکالے گی (اور اتنا مال ودولت ہوجائے گا کہ کسی کو اس کی حاجت نہ رہے گی) پس قاتل آئے گا اور یہ کہے گا! ''کیا میں نے اسی کے لیے قتل کیا'' اور قطع رحمی کرنے والا آکر کہے گا! ''میں نے اسی کے لیے قطع رحمی کی؟ اور ایک چور (اس مال و

دولت کو دیکھ کر) کہے گا کہ میں نے اسی کے لیے اپنا ہاتھ کٹوایا؟ پھر وہ سب اس کو چھوڑ جائیں گے اور اس میں سے کچھ بھی نہ لیں گے۔''

(بخاری حدیث نمبر ۷۱۱۹، مسلم جلد ۱۵ص ۹۸، فتح الباری جلد ۱۳ص ۸۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۱۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۵۶۹۔۲۵۷۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۰۴۶، مسند احمد بن حنبل جلد ۲ص ۲۶۱، ص ۳۰۶، ص ۳۴۶، جلد ۵ص ۱۳۹، جلد ۶ص ۴۵۴ وغیرہ)

رسول اللہ ﷺ کی اس پیش گوئی کا کہ قربِ قیامت کے قریب دنیا میں مال ودولت کی کثرت اور بہتات ہو جائے گی، اگر جائزہ لیا جائے تو آپ کی یہ پیش گوئی روزِ روشن کی طرح درست اور صحیح ثابت ہو رہی ہے چنانچہ اس وقت امریکہ اور یورپ کے ممالک میں دولت کی جو ریل پیل ہے اس کا اندازہ تو نہیں لگایا جاسکتا۔ البتہ امریکہ کی کمپنیوں کے اثاثہ جات سے پتا چلتا ہے کہ دنیا میں کس قدر مال ودولت کی بہتات ہے۔ امریکہ میں اس وقت اثاثہ جات کے لحاظ سے پہلے نمبر پر جو کمپنی ہے اس کا نام وال مارٹ (Wal Mart) ہے۔ اس کمپنی کے بڑے بڑے ڈیپارٹمنٹل اسٹورز ہیں جس میں ہر قسم کی مصنوعات ملتی ہیں۔ اس کمپنی کے اثاثہ جات دولاکھ ۱۹ ہزار ۸سو ۱۲ ملین ڈالر ہیں۔ دوسرے نمبر پر جو کمپنی ہے اس کے اثاثے ایک لاکھ ۹۱ ہزار ۵سو ۱۸ ملین ڈالر ہیں۔ تیسرے نمبر پر جنرل موٹرز ہے جو گاڑیاں بنانے والی کمپنی ہے۔ اس کے اثاثے ایک لاکھ ۷۷ ہزار ۲سو ۶۰ ملین ڈالر ہیں۔ اے ٹی اینڈ ٹی ٹیلی فون کی کمپنی کے اثاثہ جات ۵۹ ہزار ایک سو ۴۲ ملین ڈالر، سٹی گروپ ایک لاکھ بارہ ہزار ۲۲ ملین ڈالر، بنک آف امریکہ گروپ ۵۲ ہزار ۶ سو ۴۱ ملین ڈالر اور مرک کے ۴۷ ہزار ۷سو ۱۵ ملین ڈالر کے اثاثے ہیں۔

یورپ میں جرمنی کی کمپنی ڈیملر کریسلر پہلے نمبر پر ہے۔ اس کے اثاثوں کی مالیت ایک لاکھ پچاس ہزار ۶۹ ملین ڈالر ہے۔ اس کے بعد برطانوی کمپنی رائل ڈچ شیل گروپ دوسرے نمبر پر ہے۔ اس کے اثاثہ جات کی مالیت ایک لاکھ ۴۹ ہزار ایک سو ۶۴ ملین ڈالر ہے۔ برطانوی کمپنی بی پی کے اثاثوں کی مالیت ایک لاکھ ۴۸ ہزار ۶۲ ملین ڈالر ہے۔ فرانس کی کمپنی ٹوٹل کے اثاثے ایک لاکھ پانچ ہزار ۸سو ۶۹ ملین ڈالر ہیں۔ جرمن کمپنی فاکس ویگن ۸۷ ہزار ۸سو ۱۵ ملین ڈالر، جرمن کمپنی سیمنز ۷۴ ہزار ۸سو ۵۸ ملین ڈالر، ڈوچے بنک ۶۷ ہزار ایک سو ۳ ملین ڈالر، فرنچ کمپنی کیئر فور ۵۹ ہزار ۸سو ۸۷ ملین ڈالر، سوئٹزرلینڈ کی کریڈٹ سوئس ۵۹ ہزار ۳سو ۱۵ ملین ڈالر، اٹلی کی کمپنی فیٹ ۵۳ ہزار ایک سو ۹۰ ملین ڈالر اور سوئٹزرلینڈ کی کمپنی نیسلے ۴۸ ہزار ۲سو ۴۴ ملین ڈالر کے اثاثے رکھتی ہے۔

ایشیا کی بڑی کمپنیوں میں ۲۱ کا مالک جاپان ہے جب کہ تین چین اور ایک جنوبی کوریا کی ہے۔ ایشیا کی ۲۵ کمپنیوں میں جاپان کی مٹسوبشی پہلے نمبر پر ہے۔ اس کے اثاثوں کی مالیت ایک لاکھ ۲۶ ہزار ۵سو ۹۷ ملین ڈالر ہے، ٹیوٹا موٹرز ایک لاکھ ۲۱ ہزار ۴سو ۱۶ ملین ڈالر، ہٹاچی ۷۶ ہزار ایک سو ۲۶ ملین ڈالر، ہنڈا موٹرز ۵۸ ہزار ۴سو ۱۶ ملین ڈالر، نسان موٹرز ۵۵ ہزار ۷ ملین ڈالر، توشیبا ۵۳ ہزار ۸سو ۲۶ ملین ڈالر، فیوجی نا سو ۴۹ ہزار نو سو ۷۲ ملین ڈالر۔ چین کی سینو پک ۴۵

ہزار۳سو۴۵ملین ڈالر، چائنہ نیشنل پٹرولیم ۴۸ ہزار ۶ سو ۸۳ملین ڈالراور جنوبی کوریا کی سام سنگ الیکٹرانکس کے ۳۸ ہزار۴سو ۹۰ملین ڈالر کے اثاثے ہیں۔

یہ صرف چند کمپنیوں کے اثاثوں کا ذکر کیا گیا ہے وگرنہ بے شمار کمپنیاں ایسی ہیں جن کے اثاثے بھی کئی بلین ڈالر پر محیط ہیں۔ گویا کہ اس وقت دنیا میں دولت کے دریا بہہ رہے ہیں لیکن سرمایہ دارانہ نظام نے دولت کا چند ہاتھوں میں ارتکاز کر کے غریبوں کے جسموں سے آخری خون کا قطرہ بھی نچوڑ لیا ہے اور اب حالت یہ ہے کہ غریب ممالک یا تو بھوک اور غربت کا شکار ہیں یا ان سرمایہ دار ملکوں کے مقروض ہو کر اپنے عوام کا خون سود کی شکل میں نچوڑ نچوڑ کر ان سرمایہ داروں کو دے رہے ہیں۔ دولت کے ان بہتے دریاؤں اور تالابوں سے غریبوں کو ہاتھ دھونے کی بھی اجازت نہیں، پانی پینا تو بڑی بات ہے۔ یہ سب کرشمہ ہے اس جمہوری نظام کا جو سرمایہ دارانہ نظام کی ایک فرع ہے اور جس نظام کو امیروں نے غریبوں کو شکار کرنے کے لیے بنایا تھا۔

اگر اسلامی نظام معیشت دنیا میں رائج ہوا اور ان شاء اللہ ایک روز ضرور رائج ہوگا تو اس نظام کی برکت سے سب سے پہلے تو ارتکاز دولت کا خاتمہ ہوگا جو سرمایہ دارانہ نظام میں تمام مفاسد اور بیماریوں کی جڑ ہے۔ اسلام کا نظام زکوٰۃ نظام وراثت اور تقسیم دولت کے دوسرے قوانین، ارتکاز دولت کا یک قلم خاتمہ کر دیتے ہیں۔ اسلام نے بنیادی طور پر نظام زکوٰۃ کو فرض کر کے دولت کو چند ہاتھوں میں سمٹنے سے روکا۔ اس لیے اسلام نے زکوٰۃ کا ایک باقاعدہ نظام مرتب کیا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب ''اسلام کا نظامِ زکوٰۃ'') زکوٰۃ کے علاوہ صدقات وخیرات پر بہت زور دیا۔ کیونکہ اس سے غرباء کی اعانت اور دولت کا چند ہاتھوں میں سمٹنا رکتا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر دولت کا ارتکاز قائم رہتا ہے تو ایک شخص کے مرنے کے فوراً بعد دولت کی گردش کا اہتمام اور اس کے ارتکاز کی ممانعت کا اہتمام قانونِ وراثت کی شکل میں کر دیا گیا ہے۔ جمع شدہ دولت کو ''ذوی الفروض''، ''عصبات'' اور ''ذوی الارحام'' میں اس طرح تقسیم کرنے کا منصوبہ دیا گیا ہے کہ کوئی قریبی عزیز اس سے محروم نہ رہے۔ اگر مرحوم کا کوئی قریبی رشتہ دار نہ ہو تو اس کے دور کے رشتہ دار وراثت کے حق دار ہیں۔ اس لیے قرآن حکیم اور احادیث نبویہ میں ایک اصول ''الاقرب فالاقرب'' (یعنی پہلے قریبی عزیز اور اس کے بعد دور کے رشتہ دار) مقرر کیا گیا ہے۔ اس طریقہ پر چند ہاتھوں میں سمٹی ہوئی دولت دو تین پشتوں میں تقسیم در تقسیم ہو کر معاشرے میں پھیل جائے گی اور معیشت ارتکازِ دولت کے اثراتِ بد سے محفوظ ومصؤن ہو جائے گی۔

دولت کا ارتکاز ختم ہونے کے بعد جمع شدہ دولت کئی ہاتھوں میں تقسیم کے عمل سے گزرے گی جس کا نتیجہ معیشت میں صرف دولت (Consumptin) میں اضافہ اور اس کے نتیجہ میں پیداواری عمل (Production) میں اضافہ روزگار کے مواقع میں اضافہ اور بالآخر معاشی ترقی کی صورت میں سامنے آئے گا۔

قانون وراثت کے تحت بڑی بڑی جاگیریں دو تین پشتوں میں ختم ہو جائیں گی کیونکہ اسلام میں مال وجائیداد میں وراثت کا حق ایک بڑے دائرہ میں پھیلا دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس قانون وراثت کے تحت بڑی بڑی جاگیریں تقسیم در

تقسیم سے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوتی رہیں گی اور جاگیرداری نظام خود بخود ختم ہو جائے گا اور اس کے ساتھ وابستہ تمام خرابیاں بھی اپنے انجام کو پہنچ جائیں گی۔ مختصر یہ کہ تمام خرابیاں جن کی وجہ سے دنیا میں امیر' امیر تر اور غریب' غریب تر ہو رہا ہے اور ملٹی نیشنل کمپنیاں ایک عفریت کی صورت میں لوگوں کی دولت نگل رہی ہیں' ختم ہو جائیں گی۔

اصل بات یہ ہے کہ اسلام اور دیگر مذاہب میں معاشی ترقی کا تصور مختلف ہے اسلام ایک دین اور مکمل نظام زندگی ہے جو انسان کو ایک ایسا ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے جس کی روشنی میں ایک فرد یا ایک قوم روحانی اور مادی ترقی کی منازل آسانی کے ساتھ طے کر سکتی ہے۔ دیگر مذاہب کے برعکس اسلام جمود کا قائل نہیں بلکہ اسلام حرکی **(Dynamic)** ہونے کے ناتے ہر قسم کے پیش آمدہ حالات او معاملات پر غور وفکر کر کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں نیا لائحہ عمل مرتب کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہی اجتہاد کا راستہ ہے جس کے ذریعہ سے ہر زمانہ میں مسلمان اپنے لیے راہ عمل مرتب کر سکتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے مقابلہ میں اسلام کا مقصود محض مادی ترقی نہیں ہے بلکہ اس میں معاشی ترقی کو چند حدود کا پابند کیا گیا ہے۔ اسلام معاشی ترقی کا خواہاں ہے لیکن اس مقصد کے حصول کے لیے معاشرتی، اخلاقی اور دینی اقدار کی قربانی دینے کے لیے تیار نہیں بلکہ چاہتا ہے جو بھی ترقی ہو وہ ان اقدار کو پیش نظر رکھ کر ہو اور معاشی ترقی کے ساتھ معاشرتی ترقی بھی ہو اور معاشرے کے تمام ادارے مثلاً خاندان، حکومت، کاروبار، مسجد و منبر اور اسکول و کالج اور دینی ادارے، خانقاہیں اپنا بھرپور کردار ادا کریں، تاکہ معاشی ترقی کے ساتھ معاشرے کا ہر فرد روحانی ترقی کی منازل بھی طے کرتا جائے اور تقویٰ و پرہیز گاری کے لحاظ سے بھی افراد میں تنزل کے بجائے ترقی کی راہیں نظر آئیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بزرگی کا معیار تقویٰ ہے **ان اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم** (تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہے)

اسلام میں معاشی ترقی کی تعریف یوں کی جاسکتی ہے:

> ''اسلام میں معاشی ترقی ایک ایسے عمل کا نام ہے جس کے نتیجے میں کسی ملک کی قومی اور فی کس آمدنی کے ساتھ ساتھ اس ملک کے باشندوں کی عزت نفس، آزادی عمل اور دینی فعالیت میں بھی اضافہ ہو اور اس ملک کے لوگ مادی اور روحانی لحاظ سے اپنے آپ کو ماضی کے مقابلہ میں بہتر حالت میں پائیں۔''

خلاصہ یہ کہ سرکار دو عالم ﷺ کی یہ پیش گوئی تو بالکل درست ثابت ہوئی ہے کہ قرب قیامت میں مال و دولت کی فراوانی اور کثرت ہو جائے گی اور وہ فراوانی ہوگئی ہے، یہ الگ بات کہ غلط نظام معیشت کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔ کچھ سرمایہ دار اور کچھ ملٹی نیشنل کمپنیاں لوگوں کی زندگیوں کو اجیرن بنائے ہوئے ہیں۔ یہ کمپنیاں پوری دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔ ان کی الگ دنیا اور الگ حکومت ہے۔ یہ کمپنیاں دنیا کی اتنی بڑی طاقت ہیں کہ دنیا کی سب طاقتیں ان کی مٹھی میں سمٹی ہوئی ہیں۔ دنیا کی تمام چھوٹی بڑی حکومتیں ان کے اشارہ ابرو پر چلتی ہیں۔ اس وقت دنیا کے ۱۸۰ ممالک پر یہی کمپنیاں جن کی تعداد پانچ سو سے زیادہ نہیں ہے، انقلاب برپا کر رہی ہیں۔ جب یہ چاہیں امریکہ سے لے کر چھوٹے سے چھوٹے ملکوں پر اپنی مرضی کے لوگ اقتدار میں لے آتی ہیں کیونکہ اس وقت دنیا کی کل دولت ۳۶ ٹریلین ڈالرز میں

سے ۳۵ ٹریلین ڈالرزان ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پاس ہے۔ گویا پوری دنیا اس وقت ان پانچ سو کمپنیوں کے قدموں میں سسک رہی ہے۔ کیونکہ اگر یہ چاہیں تو پوری دنیا میں دس منٹ میں ایک انقلاب برپا کر سکتی ہیں۔ لیکن اگر نظام معیشت اسلامی ہوتو پھر نہ تو یہ ملٹی نیشنل کمپنیاں ہوں اور نہ جاگیردار اور سرمایہ دار ہوں جو غریبوں کا خون چوس چوس کر اپنی توندیں بھر رہے ہیں۔

بہرحال ہمارا یقین ہے کہ پوی دنیا میں ایک وقت ایسا آئے گا جب اسلامی نظام معیشت قائم ہوگا، دولت کی فراوانی ہوگی، کوئی کسی کے ساتھ بددیانتی نہیں کرے گا اور نہ کوئی دھوکہ دہی اور تجارت میں فریب کاری سے کام لے گا۔ دولت چند ہاتھوں میں سمٹی نہیں ہوگی بلکہ پیسہ ہر غریب کی جیب تک پہنچے گا۔ دنیا میں خوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔ لوگ ہاتھوں میں زکوٰۃ وصدقات لیے پھریں گے لیکن کوئی انہیں قبول کرنے والا نہیں ہوگا۔

حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ لوگوں کا مال سے اس قدر استغناء (کہ کوئی قبول کرنے والا نہ ہوگا) حشر کے خوف سے ہوگا کیونکہ یہ قرب قیامت کا وقت ہوگا اور اس وجہ سے ہر شخص مال کے بارگراں سے اپنے آپ کو سبک دوش کرنے کی کوشش کرے گا، لیکن مال سے اس استغنا کا سبب کثرت مال بھی ہوسکتا ہے کیونکہ جب کسی شے کی کثر ہو جائے تو پھر اس کی قدر دل ونگاہ میں نہیں رہتی، اور یہ بات سیدنا مہدی اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانوں میں ہوگی واللہ اعلم بالصواب ......


الشریعہ اکادمی کی تازہ مطبوعات

جناب جاوید احمد غامدی کے حلقہ فکر کے ساتھ

ایک علمی وفکری مکالمہ

ازقلم: ابوعمار زاہد الراشدی/ معز امجد/ خورشید ندیم/ ڈاکٹر فاروق خان

صفحات: ۲۰۰۔ قیمت: ۱۵۰ روپے

---

حدود آرڈیننس اور تحفظ نسواں بل

ازقلم: ابوعمار زاہد الراشدی

صفحات: ۱۵۲۔ قیمت: ۱۲۰ روپے

ناشر: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا، گوجرانوالہ

تقسیم کنندہ: دارالکتاب، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ابوسفیان تائب

# السابق الایمان بالفارس سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
## خاندانی حالات اور دینِ حق کی تلاش

دینِ حق کی جستجو، اس کے مطابق زندگی کی تشکیل اور اپنی عاقبت سنوارنے کی کوشش بلاشبہ ہر راست باز انسان کا نصب العین ہے۔ وہ دنیا کی دلفریبیوں پر فریفتہ ہو کر نہیں رہ جاتا بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے فکرِ آخرت اس کا مطمحِ نظر ہوتی ہے اور جب انسان اپنی عاقبت کو سنوار لے تو اس کی دنیا بھی از خود سنور جاتی ہے۔ **وذالک ھو الفوز العظیم** ایسے لوگ یقیناً قابلِ قدر ہیں۔ یہ لوگ عالمِ انسانیت کے لیے سرمایۂ افتخار ہیں اور ظلمت کدۂ حیات میں روشنی کے مینار کا درجہ رکھتے ہیں۔ تاریخ انہیں ہمیشہ عزت و احترام سے یاد رکھے گی اور زمانہ انہیں کبھی نہ بھلا سکے گا۔

تاریخ شاہد ہے کہ بعض لوگوں نے تو تلاشِ حق میں بڑی کدوکاوش کی ہے۔ ان مردانِ حق کو جاں گسل مصائب اور زہر گداز حوادث سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس قافلے کے سالار اور اس گروہ کے سرخیل ہیں۔ انہوں نے راہِ حق کی تلاش میں جس قدر مصائب و شدائد برداشت کیے ہیں۔ اس نیلگوں آسماں کے نیچے شاید ہی کسی نے برداشت کیے ہوں۔ ان کا جذبہ صادق تھا اور شوق فراواں۔ اس لیے برسوں کی بادہ پیمائی بالآخر رنگ لائی۔ دکھ سہتے، رنج اٹھاتے اور غلامی کی صعوبتیں برداشت کرتے کرتے منزلِ مراد پر جا ہی پہنچے۔ گوہرِ مقصود ہاتھ آیا اور وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو گئے۔

سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک کھاتے پیتے مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ مجوسیت کی تعلیم انہوں نے گھر پر ہی حاصل کی اور دیگر مذہبی کتب اور فارسی زبان و ادب کی تعلیم کے لیے باقاعدہ مکتب میں داخلہ لیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے نہ صرف اپنے مذہب کی تعلیم کے حصول میں بڑی مستعدی دکھائی۔ مکتب سے واپس آتے اور آتش کدے کی خبر گیری میں لگ جاتے۔ یہاں تک کہ ان کا یہ انہماک اس قدر زیادہ ہو گیا کہ آتش کدہ ہی ان کی تمام تر توجہات کا مرکز قرار پایا۔ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے مجوسیت میں اس قدر کوشش اور جانفشانی سے کام لیا کہ بالآخر آتش کدے کا خادمِ خاص بن گیا اور آگ کو اس طرح روشن رکھتا تھا کہ پل بھر کے لیے بھی وہ نہ بجھنے پاتی تھی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کچھ زیادہ عمر کے ہوئے تو کائنات اور خالقِ کائنات کے بارے میں تحقیق و تجسس کا جذبہ ابھر آیا۔ ذاتی غور و فکر کے علاوہ اپنے اور دیگر مذاہب کے علماء سے تبادلہ خیالات کرنے لگے۔ اس سلسلے میں انہیں متعدد عیسائی پادریوں اور راہبوں سے استفادے کا موقع ملا اور وہ ان سے بے حد متاثر ہوئے۔ رفتہ رفتہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر یہ حقیقت اجاگر ہوتی جا رہی تھی کہ مجوسیت روحانی معاملات اور مسائلِ حیات کے حل میں مکمل رہنمائی کرنے سے قاصر ہے اور یہ مقصد یقیناً کوئی الہامی مذہب ہی پورا کر سکتا ہے۔ چنانچہ بہتر مذہب کی طلب اور جستجو پیدا ہوئی۔

سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے والد اصفہان کے شمال میں واقع شہر ”حیّ“ کے سردار اور اپنے علاقے کے بڑے جاگیردار تھے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنی جاگیر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں میرا گزر عیسائیوں کے ایک گرجے پر ہوا۔ میرے کانوں میں ان کی آوازیں پڑیں۔ درحقیقت وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں ان کے پاس جا کر انہیں نماز

پڑھتے دیکھنے لگا۔ان کی نماز واقعی مجھے عجیب اور اچھی لگی اور میں دل ہی دل میں کہنے لگا کہ بخدا یقیناً یہ مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔میں اس روز عیسائیوں کے پاس ٹھہرا رہا حتیٰ کہ مجوسیت چھوڑ کر عیسائیت کو قبول کر لیا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے والد نے اپنے بیٹے سے انتہائی محبت کے باوجود اس تبدیلی مذہب کو برداشت نہ کیا۔انہیں ڈرایا ،دھمکایا اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیں۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گو میں پابندِ سلاسل تھا تاہم کسی نہ کسی طرح ایک شخص کے ذریعے نصرانیوں کو کہلا بھیجا کہ جب شام سے کوئی قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا۔اتفاقاً انہی دنوں ان لوگوں کے پاس شام سے کچھ نصرانی تاجر آنکلے اور گرجے والوں نے مجھے ان کی اطلاع دی۔چنانچہ جب وہ تاجر شام واپس جانے لگے تو میں نے کسی طرح اپنے پاؤں سے بیڑیاں نکال لیں اور چھپتے چھپاتے ان سے جاملا اور شام پہنچ کر گرجے کے سب سے بڑے پادری کی خدمت میں رہنے لگا اور کلیسا کی خدمت کرنے لگا۔

ابن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ دس سے کچھ اوپر استادوں کے ہاں ایک معلم سے دوسرے معلم کی طرف منتقل ہوتے رہے۔آخر کار عموریہ میں اقامت پذیر ہوئے اور ایک بزرگ راہب کی خدمت میں دل وجان سے مصروف ہوگئے۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس بزرگ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو میں نے انہیں کسی اور بزرگ کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے کہا تو فرمانے لگے کہ میرے خیال میں توعقیدۂ توحید کا ایک فرد بھی اب روئے زمین پر زندہ نہیں رہا کہ اس کے پاس جانے کی ہدایت کروں۔البتہ ایک پیغمبر کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے۔وہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین وملت پر مبعوث ہوگا۔ان کا ظہور سرزمین عرب سے ہوگا۔پھر وہ ایسے مقام کی طرف ہجرت کرے گا جو دو حرّوں (سنگلاخ میدانوں) کے درمیان واقع ہوگا اور وہاں کھجور کے درخت ہیں۔انہوں نے مزید فرمایا کہ اس پیغمبر کی نبوت کی علامتیں واضح ہوں گی۔وہ ہدیہ قبول کرے گا لیکن صدقہ نہیں کھائے گا اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔اگر تم سے ہوسکے تو ان علاقوں میں چلے جاؤ اور ہدایت کا بہرۂ وافر پاؤ۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنی داستان بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس بزرگ کی رحلت کے بعد جب تک خدا نے چاہا میں عموریہ میں ٹھہرا رہا اور انتظار میں رہا کہ ملک عرب کی طرف جانے کی کوئی سبیل پیدا ہوجائے۔بالآخر قبیلہ کلب کے کچھ تاجروں کا گزر میرے پاس سے ہوا۔میں نے ان سے التجا کی کہ میری بھیڑ بکریاں لے لو اور مجھے اپنے ساتھ اپنے ملک لے چلو۔وہ مان گئے اور اپنے ساتھ مجھے بھی سوار کر لیا۔جب ہم وادی القریٰ میں پہنچے تو ان کی نیت میں فتور آگیا۔میری بھیڑ بکریاں تو لے ہی چکے تھے۔مجھ پر مزید ستم یہ ڈھایا کہ ایک یہودی کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کر دیا۔

وادی القریٰ میں رہتے ہوئے کچھ عرصہ گزرا تھا کہ اتنے میں میرے یہودی آقا کا چچا زاد بھائی آیا۔اس نے مجھے محنت سے کام کرتے ہوئے دیکھا تو مجھے خرید لیا اور اپنے ساتھ یثرب (مدینہ منورہ) لے آیا۔میرا یہ آقا بھی یہودی تھا اور بنو قریظہ میں سے تھا۔

مدینہ منورہ میں آنے کے بعد میں نے اس شہر کو بغور دیکھا تو اپنے بزرگ کی بتائی ہوئی نشانیوں سے اچھی طرح پہچان لیا کہ واقعی یہی وہ شہر ہے کہ جو پیغمبر آخر الزماں ﷺ کا دارالہجرت ہے۔اب میرا قیام مدینہ منورہ میں تھا۔اسی اثناء میں پیغمبر اسلام ﷺ کی مکہ مکرمہ میں بعثت ہوئی اور وہ ایک عرصہ تک مکہ میں ٹھہرے رہے۔میں چونکہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔اس لیے مجھے آنحضرت ﷺ کے بارے میں کچھ زیادہ معلوم نہ ہوسکا۔

ایک دن اپنے آقا کے باغ میں کام کر رہا تھا کہ میرے آقا کا چچا زاد بھائی تیز قدم اٹھاتا ہوا ہماری طرف آیا اور بنی قبیلہ کی بد دعا دے کر کہنے لگا کہ وہ سارے قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہو رہے ہیں کہ جو آج مکہ سے آیا ہے۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بے شک وہ خدا کا پیغمبر ہے۔

یہ خبر سنتے ہی مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔ میں نے بمشکل خود کو سنبھالا۔ جب رات ہوئی تو میں کھانے کی کوئی چیز لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ قبا میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! یہ چیز آپ کے لیے صدقہ کے طور پر لے کر حاضر ہوا ہوں۔ میرے خیال میں آپ لوگوں سے بڑھ کر کوئی حق دار نہیں ہے۔ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کھانے کے لیے فرمایا لیکن خود کچھ نہیں کھایا۔ پس یہ دیکھ کر میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ ایک علامت تو پوری ہوگئی۔ اس کے بعد میں واپس چلا آیا۔

قبا میں ہفتہ عشرہ ٹھہرنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے پھر کھانے کی چیز جمع کی اور اسے لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور! میں نے دیکھا ہے کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ اس لیے آپ کے اعزاز میں ہدیہ لایا ہوں۔ از راہ کرم قبول فرمایئے۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ نے خود بھی کھایا اور اپنے صحابہ کو بھی شریک فرمایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ دو نشانیاں تو پوری ہوگئیں۔

**حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:**

حضور سرورِ کائنات ﷺ کو مدینہ منورہ آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ حضرت کلثوم بن الہدم انصاری رضی اللہ عنہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ ان کی تدفین بقیع الفرقد میں ہوئی۔ ہجرت کے بعد آپ پہلے مسلمان تھے۔ جن کے جنازے میں رحمتِ دو عالم ﷺ نے شرکت فرمائی۔ اسی تاریخی روز حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ چنانچہ خود بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازے کی مشایعت سے فارغ ہو کر قبرستان بقیع میں تشریف فرما تھے۔ چاروں طرف صحابہ کرام پروانہ وار فدا ہو رہے تھے۔ میں نے حاضر ہو کر سلام کیا۔ پھر آپ کے گرد پھر کر مہرِ نبوت دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ آنحضور ﷺ کے جسم اطہر پر دو موٹی چادریں تھیں۔ حضور ﷺ میرا مقصد سمجھ گئے۔ چنانچہ آپ نے پشت مبارک سے چادر ایک طرف ہٹا دی۔ اب میرے سامنے مہر مبارک جلوہ گر تھی۔ آنکھیں اشک بار ہوگئیں اور مہرِ نبوت پر جھک کر عقیدت و محبت سے بوسے دینے لگا۔ نہ جانے کب تک روتا رہا اور مہر مبارک کو بوسے دیتا رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے متوجہ کیا اور سامنے آنے کے لیے فرمایا۔ میں حاضر ہوا۔ اپنی حدیثِ درد سنائی اور ہمیشہ کے لیے رسولِ رحمت ﷺ کی غلامی میں داخل ہوگیا۔

**قیدِ غلامی سے آزادی:**

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کا اپنے بارے میں مشہور قول ہے کہ میں دس سے زیادہ آقاؤں کی خدمت میں یکے بعد دیگرے رہا ہوں۔ اس دورِ غلامی میں انہیں بہت سی شدائد و تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ایک روایت میں خود بیان کرتے ہیں کہ میں نخلستان کو پانی دینے کی خاطر کنویں کو اس طرح کھینچتا تھا۔ جس طرح اونٹ کھینچتا ہے۔ حتیٰ کہ میری پیٹھ اور سینہ پر اس مشقت کے سبب گٹے اور نشان پڑ گئے۔ لیکن حضرت سلمانؓ ان نا مساعد حالات سے دل برداشتہ نہیں ہوئے۔ برابر صبر کرتے رہے۔ ان کی محنت بالآخر رنگ لائی اور وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ قبولِ اسلام کے موقع پر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک یہودی کے غلام

تھے۔اسی غلامی کی وجہ سے وہ بدر واحد کے غزوات میں شریک نہ ہوسکے۔اس عرصہ کے دوران حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اپنے آقا سے مکاتبت کرلینے کا مشورہ دیا۔آقا کو کچھ رقم دے کر یا کوئی کام کر دینے کی شرط پر آزاد ہونا مکاتبت کہلاتا ہے۔چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا سے فقیر کے مقام پر تین سو کھجور کے درخت لگانے،ان کی پرورش کر کے تیار کرنے اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کرنے کی شرط پر مکاتبت کرلی۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔چنانچہ انہوں نے پودوں کے ذریعے مدد کی۔کوئی تیس،کوئی بیس،کوئی دس پودے لایا۔حتیٰ کہ میرے پاس تین سو پودے پورے ہوگئے۔اب رسولِ رحمت ﷺ نے مجھے فرمایا کہ جاؤ اور جا کر گڑھے کھودو۔میں خود وہاں جا کر اپنے ہاتھوں سے پودے لگادوں گا۔گڑھے کھود کر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اطلاع دی تو حضور ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔ہم ایک ایک پودے کو آپ ﷺ کے قریب لاتے اور آپ ﷺ اپنے دستِ مبارک سے اسے گڑھے میں رکھ دیتے۔اسی طرح سارے کے سارے پودے آپ ﷺ نے لگادیئے اور دعا بھی فرمائی۔وہ پودے بڑی سرعت کے ساتھ بڑھنے اور پروان چڑھنے لگے۔جیسا کہ وہ ساحل سمندر پر ہوں۔معمول کے مطابق ایسے پودے سات آٹھ سال کے بعد پھل دینے کے قابل ہوتے ہیں لیکن یہ پودے دستِ رسول ﷺ کی برکت سے اسی سال بارآور ہوگئے اور ان کا پھل کھانا نصیب ہوا۔(کنزالعمال) کھجوریں لگانے کی شرط تو میں نے پوری کردی۔اب مال کی ادائیگی مجھ پر باقی رہ گئی تھی۔اسی اثناء میں رسولِ پاک ﷺ کے پاس کسی معدن سے نکلا ہوا مرغی کے انڈے کے برابر سونا آیا۔آنحضرت ﷺ نے وہ سونا مجھے عطا فرمادیا۔پس میں نے وہ سونا لے لیا اور اسی سے چالیس اوقیہ چاندی کی قیمت پوری ہوگئی اور میں آزاد ہوگیا۔

## فضائل ومناقب:

قبولِ اسلام اور آزادی کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ چاہتے تو مدینہ منورہ میں الگ مکان بنا کر رہ سکتے تھے اور اگر ایران اپنے وطن جانا پسند کرتے تو ایسا کرنا بھی ممکن تھا۔لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا اور اپنے محبوب جن پر وہ دل وجاں سے فدا تھے۔ان سے تھوڑا سا دور رہنا بھی گوارا نہیں کیا۔ہمیشہ درِ رسول ﷺ پر پڑے رہے اور جلوۂ محبوب سے فیض یاب ہوتے رہے۔حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اپنے اس پیارے صحابی سے حد درجہ محبت تھی اور اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو اپنے گھرانے کا ایک فرد قرار دے دیا۔حضرت سلمانؓ اس لحاظ سے مہاجر تھے کہ انہوں نے حق وصداقت کی خاطر اپنا گھر بار چھوڑا۔وطن سے ہجرت کر کے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے۔اسی طرح وہ بجا طور پر انصار کا ایک فرد ہونے کا شرف بھی رکھتے تھے۔کیونکہ وہ ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور حضور ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر ہدیہ پیش کرنے کی بھی سعادت حاصل کی تھی۔چنانچہ وہ مہاجرین اور انصار دونوں طبقوں میں یکساں طور پر مقبول تھے اور ہر طبقہ انہیں اپنے میں سے ہونے پر فخر کرتا تھا۔اس وجہ سے غزوۂ خندق میں خندق کی کھدائی کے موقع پر مہاجرین وانصار دونوں گروہوں نے رسولِ پاک ﷺ سے تقاضا کیا کہ سلمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گروہ میں شامل کیا جائے۔محدثین اور مؤرخین کا متفقہ بیان ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ طاقتور مرد تھے اور مضبوط جسم کے جفاکش انسان تھے۔مہاجروں کا کہنا تھا کہ سلمان رضی اللہ عنہ ہم میں سے ہیں۔اسی طرح انصار بضد تھے کہ وہ ان سے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے یہ سنا تو فرمایا:**سلمان منا اھل البیت** (سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہل بیت میں سے ہیں)سلمان رضی اللہ عنہ کی خوش نصیبی کے کیا کہنے!خود رسولِ پاک ﷺ نے انہیں اپنے گھرانے

کا ایک فرد قرار دے دیا۔(البدایہ والنہایہ: ج۴۔ص۹۹، کنزالعمال: ج۲،ص۱۷۶) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد عہدِ نبوی کے ہر غزوے میں شریک رہے اور بعدازاں انہوں نے عراق وایران کی فتوحات میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔فنون حرب میں بھی ان کی خدمت کو بھلایا نہیں جا سکتا۔انہوں نے خندق کھود کر دفاع کرنے کا طریقہ عربوں میں رواج دیا اور منجنیق سازی کی صنعت کو فروغ دے کر اہل عرب کو جدید طریقۂ جنگ سے متعارف کرایا۔اہل ایران کے خلاف محاربات میں ان کے مفید مشورے اور جنگی تدبیریں عساکر اسلام کے لیے بہت مفید ثابت ہوئیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اہل فارس میں سے ایمان لانے میں سبقت حاصل کی۔اس طرح وہ اپنے اہل وطن پر سبقت لے گئے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی اس فضیلت کا تذکرہ فرمایا۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ سبقت لے جانے والے چار افراد ہیں۔میں خود عربوں میں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سابق ہیں۔اسی طرح بلال رضی اللہ عنہ حبش کے سابق اور صہیب رضی اللہ عنہ روم کے سابق ہیں۔(مستدرک حاکم۔مجمع الزوائد۔کنزالعمال)

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے درمیان رشتۂ مواخات استوار کیا تھا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ عویمر بہت بڑے عالم تھے۔عہدِ نبوی کا واقعہ ہے کہ حضرت ابوالدرداعویمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی رات کو قیام (نوافل) اور جمعہ کے دن کو روزے کے لیے مخصوص کر لیا تھا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے مشاہدے میں یہ بات آئی تو انہوں نے ایسا کرنے سے روک دیا۔جب حضور ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ابوالدرداء کے زانو پر ہاتھ مار کر تین بار یہ فرمایا تھا:

**عویمر! سلمان اعلم منک**۔اے عویمر! سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔(طبقات ابن سعد۔ج۴۔ص۸۵)

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی ایسے شخص کو دیکھنے کا ارادہ رکھتا ہو کہ جس کا دل منور ہو چکا ہو تو اسے سلمان رضی اللہ عنہ کی زیارت کر لینی چاہیے۔(کنزالعمال۔ج۶۔ص۱۷۶)

## سیرت وکردار:

**اسلامی نام:** آپ کا مجوسی نام مَـابِـه تھا۔مگر جب اسلام کے دامانِ رحمت میں آئے تو سلمان رضی اللہ عنہ نام پایا۔یہ نام معنوی لحاظ سے بھی قابل توجہ ہے۔چنانچہ امام عبدالوہاب شعرانیؒ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سلمان کا لفظ سلامتی سے مشتق ہے اور مطلب یہ کہ سلمان ہر طرح کی بیماریوں اور تکلیفوں سے محفوظ ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا رکھا ہو یہ مبارک نام واقعی اسم بامسمّٰی اور حسب حال ثابت ہوا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بڑی طویل عمر پائی لیکن امراض واسقام سے ہمیشہ محفوظ رہے۔قبولِ اسلام کے بعد وہ صرف ایک بار بیمار ہوئے۔حضور نبی کریم ﷺ عیادت کے لیے تشریف لائے تو سلمان رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسی دعا فرمائی کہ شاید ہی کسی کے حصے میں آئی ہو۔آپ کے مقدس ہونٹوں پر یہ الفاظ تھے:

**یاسلمان! شفی اللہ سقمک وغفر ذنبک وعافاک فی دینک و جسوک الٰھی مدۃ اجلک**

ترجمہ: ''اے سلمان! اللہ تمہیں بیماری سے شفا عطا فرمائے۔تمہاری لغزشوں کی بخشش کر دے اور تمہارے دین اور تمہارے جسم کو تازیست عافیت نصیب فرمائے۔'' (کنزالعمال۔ج۵۔ص۲۵)

## نسبِ صفاتی:

آباؤ اجداد پر فخر کرنا اور اپنے نسب پر اترانا عرب وعجم میں یکساں طور پر ایک غالب جذبہ رہا ہے لیکن حیرت ہے کہ

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ہاں ہم اس کی پرچھائیں تک نہیں پاتے۔ وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو اسلام سے اپنے تعلق کو اس قدر مضبوط اور استوار کرلیا کہ باقی سب رشتے ناتے ماند پڑ گئے۔ اسلام ہی ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ یہی ان کا حسب تھا اور یہی نسب۔ اسی کے لیے وہ جیتے تھے اور اسی کے لیے مرتے تھے۔ اسلام سے یہی عشق و جنوں ان کے لیے سرمایۂ سکوں رہا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ فردِ واحد ہیں جن کی ولدیت کے خانے میں والد کے نام کی جگہ ہم اسلام لکھا ہوا پاتے ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب ''اصابہ'' میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں: ابوعبداللہ بن الاسلام۔ اسی طرح وہ اپنی دوسری کتاب ''تہذیب التہذیب'' میں اسی حقیقت کی نشاندہی **یقال له سلمان بن الاسلام** کے الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں۔ علامہ ابن اثیر جزریؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: **انا سلمان بن الاسلام** (میں اسلام کا بیٹا سلمان ہوں) علامہ ابن البرؒ اسی امر کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے جب کبھی یہ دریافت کیا جاتا کہ آپ کس کے بیٹے ہیں تو ہمیشہ یہ فرمایا کرتے۔ **انا سلمان بن الاسلام من بنی آدم** یعنی ''میں اولادِ آدم میں سے ہوں اور فرزندِ اسلام ہوں۔'' (استیعاب۔ ج ۲۔ ص ۵۴) غالباً اسلام سے والہانہ وابستگی اور مخلصانہ شیفتگی کی یہی دلربا ادائیں تھیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے **سلمان منا اهل البيت** کا اعلان کر کے انہیں اپنے خاندان کا ایک فرد قرار دے دیا۔ اس شرف پر سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ جس قدر ناز کریں' بجا ہے۔

## محبتِ الٰہی:

عرفانِ حق اور خدا شناسی کی خاطر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے جس قدر جدوجہد کی اور اس راہ میں جتنی صعوبتیں برداشت کیں۔ شاید ہی کسی نے برداشت کی ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے آبائی مذہب مجوسیت میں دو بلکہ کئی خداؤں کا تصور تھا۔ ان کے نزدیک آگ مظہر الوہیت تھی اور معبود سمجھی جاتی تھی۔ اسی طرح ابلق گھوڑے ان لوگوں کے ہاں لائق پرستش تھے۔ کائنات پر غور کرنے کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو جب یہ احساس ہوا کہ خالق کائنات اور مدبر ارض و سماوات صرف ایک ہی ہوسکتا ہے تو موحد صادق نے اپنے علم و بصیرت کی روشنی میں مجوسیت کو ترک کر دینا ضروری سمجھا کیونکہ یہ مذہب سراسر شرک پر مبنی تھا۔ اس لیے تلاشِ حق میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور خدا جانے کتنے ماہ و سال مارے مارے پھرتے رہے۔ قریہ بہ قریہ، کو بہ کو، شہر بہ شہر آبلہ پائی اب ان کے لیے سامانِ راحت تھی اور بزرگوں کی خدمت وجۂ سعادت۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اگر طوق غلامی پہننا پڑا تو خندہ پیشانی سے پہن لیا۔ آرزو تھی تو بس یہی کہ خالق کائنات کی صحیح معرفت حاصل ہوجائے۔ برسوں کی تگ و دو کے بعد بالآخر کامیابی نے ان کے قدم چومے اور گوہر مقصود حاصل ہوا۔ منزل مراد پر پہنچنے کے بعد حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے اپنی پوری زندگی عشق الٰہی کی سرمستی میں گزار دی اور زندگی بھر وہ مرضات الٰہی کے حصول کے لیے مصروفِ عمل رہے۔ بلاشبہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کا زہد فی الدنیا، فکرِ آخرت اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہستیوں سے بے پناہ محبت اور مخلوق خدا کے لیے بے انتہا شفقت و رافت اسی عشق الٰہی کا کرشمہ تھا۔

## محبتِ رسول ﷺ:

محبتِ رسول ﷺ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کی کتابِ حیات کا عنوانِ جلی ہے۔ جب وہ تلاشِ حق میں سرگرداں تھے تو علماء نصاریٰ نے پیغمبر آخر الزماں ﷺ کے بارے میں انہیں بہت کچھ بتایا تھا کیونکہ قدیم الہامی کتابیں تحریف کے باوجود رسولِ رحمت ﷺ کی صفت و ثنا اور ذکرِ جمیل سے خالی نہ تھیں۔ آپ ﷺ کے اوصاف سنتے ہی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا دل محبوبِ خدا کی

محبت کا اسیر ہو گیا۔ غلامی سے آزاد ہونے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنے محبوب پیغمبر کی غلامی اختیار کر لی اور مولیٰ الرسول (رسول کا غلام) کہلانا اپنے لیے ہمیشہ باعثِ فخر سمجھا۔ جب تک رسولِ رحمت ﷺ اس دنیائے ناپائیدار میں رہے۔ آپ ﷺ کی خدمت گزاری حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا محبوب مشغلہ رہا۔ کسی بھی ایسے کام کو جو سنت کے خلاف ہوتا فوراً روک دیتے اور اپنے محبوب پیغمبر کے ارشادات سناتے۔ کبھی فرماتے مجھے میرے دوست ابوالقاسم نے یہ حکم دیا تھا۔ کبھی کہتے میرے محبوب نے مجھے اس بات کی تو نصیحت نہیں فرمائی تھی اور کسی وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ ہوتے۔ اوصانی خلیلی۔ میرے خلیل نے مجھے یہ نصیحت فرمائی تھی اور فرمانِ رسول (ﷺ) کو بیان فرمادیتے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ تمہارا سب سامان زیست مسافر سوار کے زادِ راہ سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے اس نصیحت پر حرف بہ حرف عمل کیا اور پوری زندگی فقرِ محمدی میں بسر کر دی۔ گھر کا اثاثہ مختصر رکھا۔ اس کے باوجود جب دنیا سے رختِ سفر باندھنے کا وقت ہوا اور گھر کی چند چیزوں پر نگاہ پڑتی تو بے چین ہو جاتے۔ یہ بے چینی نگاہِ پیغمبر میں شرمسار ہونے کی وجہ سے تھی۔ حالانکہ ان کے دامن میں ایمان و عمل کا ایک نہایت شاندار ماضی ان کے اشک وخوں کی آب وتاب کے ساتھ جگمگا رہا تھا۔ پھر بھی بار بار اشکبار ہوتے تھے اور کہتے تھے: 'افسوس' اپنے محبوب سے کیے ہوئے وعدے کو پورا نہ کر سکا۔ اسی طرح روتے روتے اپنے محبوب کی باتیں کرتے کرتے اور عشقِ رسول (ﷺ) کی ادائیں دکھاتے دکھاتے اپنے محبوب سے جا ملے۔ دو جہاں سے بڑھ کر پیارا وہی محبوب جس کے فراق اور جدائی میں وہ ہمیشہ دل گرفتہ اور اشکبار رہے۔

## محبت صحابہ و اہل بیت:

فرمانِ رسالت کے مطابق رسولِ پاک ﷺ کی ذات مبارک اہل ایمان کے لیے اپنے والدین اولاد اور تمام عزیز انسانوں حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی بڑھ کر عزیز ہونی چاہیے۔ یہی ایمان کا تقاضا ہے۔ ذاتِ نبوی سے محبت کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ رسولِ پاک ﷺ کے اہل وعیال، آل واولاد سے بھی محبت وعقیدت ہو۔ مؤدتِ اہل بیت، منشاءِ قدرت، رضائے رسول ﷺ، علامتِ ایمان اور وسیلۂ نجات ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جس کا دل ان نفوسِ قدسیہ کا والا وشیدا ہے اور بدبخت ہے وہ جس کا دل اہل بیت رسول ﷺ کی محبت سے خالی ہے لیکن دو گروہ اس بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہو کر ہلاک ہوئے ہیں۔ ایک تو وہ لوگ نصیری، دروزی، رافضی وغیرہ جنہوں نے عقیدت میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ اہل بیت کو خدا بنا ڈالا اور دوسرا گروہ خوارج ونواصب کا ہے کہ جس نے اہل بیت سے عداوت کو اپنا شعار بنا لیا۔ اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت ومحبت بھی جزوِ ایمان ہے اور ان سے بغض موجب خسران ہے۔ شرفت صحابیت ایک نعمتِ عظمیٰ اور موہبتِ کبریٰ ہے۔ مبدأ فیض نے اپنی نگاہ انتخاب کے مطابق جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بطور خاص اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی مصاحبت کے لیے پیدا کیا اور ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں وہ خاص استعداد رکھی کہ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کے مخاطب اوّلین بن سکیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام اتنا بلند ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی ان کی گردِ راہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ ولایت کی جہاں پر انتہا ہے' وہاں سے صحابیت کی بلا شبہ ابتداء ہے۔ فرمانِ رسالت ﷺ کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک مد برابر جَو اگر راہِ خدا میں خرچ کیے ہیں۔ بعد میں آنے والے اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دیں تو بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے اس صدقے کے برابر نہیں ہو سکتے۔

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات میں حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کا یہ قول بار بار نقل فرمایا ہے: **ما امن برسول من لم یوقر اصحابه** ۔یعنی جو شخص اصحابِ رسول کی عزت واحترام نہیں کرتا وہ شخص درحقیقت رسول اللہ ﷺ پر ایمان ہی

نہیں لایا۔سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کا دل اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سے لبریز تھا۔آپ اہل بیت کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھتے تھے۔جب تک حضرت سلمان رضی اللہ عنہ مدینۃ الرسول میں رہے، اہل بیت کے ساتھ مقیم رہے اور ان کے لیے سراپا نیاز بن کر رہے اور جب کوفہ و مدائن میں جا بسے تو بھی محبت و عقیدت میں کوئی کمی نہ آنے پائی۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دل و جان سے چاہتے تھے، وہ مہاجر ہوں یا انصار۔سب کا برابر اکرام و احترام کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ وہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم میں یکساں مقبول تھے۔سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کی انتہائی آرزو یہی تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم شیر و شکر رہیں اور اختلافات سے بچیں۔ہمیشہ ایسی باتوں کی حوصلہ شکنی کرتے تھے۔جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رنجش پیدا ہو یا بد طینت لوگوں کو ان مبارک ہستیوں پر حرف گیری کا موقع ہاتھ آئے۔

عمرو بن ابی قرۃؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن ایمان رضی اللہ عنہ مدائن میں لوگوں سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں کچھ ایسی باتیں کہہ دیتے تھے جو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے میں ان لوگوں کے متعلق کبھی کہہ دی تھیں۔حالانکہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم بعد میں ان سے خوش رہے تھے۔لوگوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ان باتوں کی تصدیق چاہی تو آپ نے فرمایا: بھائی حذیفہ رضی اللہ عنہ جو کچھ کہتے ہیں، وہی بہتر جانتے ہیں اور ساتھ ہی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی کہ ایسی باتیں دوسروں کو سنانے سے اختلاف و افتراق پیدا ہو سکتا ہے جو پسندیدہ بات ہرگز نہیں ہے۔بہتر یہی ہے کہ آپ ایسی باتیں کرنے سے اجتناب کریں ورنہ مجبوراً مجھے یہ بات امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو ضرور لکھنا پڑے گی۔

### دعوت و ارشاد:

خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔لیکن کارِ نبوت یعنی تبلیغ کا کام ہمیشہ جاری رہنا تھا۔اس غرض سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کو بہترین تربیت دی اور انہیں دعوتِ اسلام دینے، پیغام حق پہنچانے، امر بالمعروف کرنے اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے مقرر فرمایا۔چنانچہ داعیٔ اعظم علیہ السلام کا ہر صحابی مطلعِ ہدایت کا ایک روشن ستارہ، سراپا تبلیغ اور پیکر رشد و ہدایت تھا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو نعمتِ اسلام بڑی جدوجہد کے بعد میسر آئی تھی۔اس لیے زندگی بھر ان کی کوشش یہی رہی کہ دوسرے لوگوں کو اس نعمت سے بہرہ ور کیا جائے۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بن اسلام کی ذات گرامی اوصافِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی زندہ تصویر اور ایسا جامع مرقع تھی کہ آپ کے چہرۂ اقدس کی زیارت کر لینا اور آپ کی صحبت میں چند لمحے گزار لینا برسوں کی درس و تدریس سے بڑھ کر تھا۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جن کا انتخاب ہمیشہ لاجواب ہوا کرتا تھا۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو محاربات عراق و ایران کے دوران لشکرِ اسلام کا داعی مقرر کر دیا تھا اور انہوں نے ہمیشہ بڑی حکمت اور دردمندی کے ساتھ دعوتِ اسلام کا فریضہ ادا کیا۔مزید برآں مفتوحہ علاقوں میں فارسی نژاد ہونے کی بدولت انہوں نے نومسلموں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے میں بھی قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جہاں کہیں بھی ہوتے رشد و ہدایت کی مسند کو زینت دے رہے ہوتے۔چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں مناسب موقع پا کر لوگوں کو کبھی قرآنِ پاک کے احکام سناتے اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات یاد دلاتے۔حتیٰ کہ سفر و حضر ہر حال میں پند و نصائح اور موعظت و حکمت کے موتی بکھیرتے جاتے

### زہد و ورع اور سادگی:

دنیا کی دل فریبیوں پر فریفتہ نہ ہونا، حرص و آز سے بچنا اور ہمیشہ فکرِ آخرت کرنا زہد کہلاتا ہے۔ایک مومن دنیا میں

رہتا ضرور ہے اور اپنے معاشرتی تعلقات کو احسن طریقے سے برقرار رکھتا ہے لیکن اپنا دل دنیا میں نہیں لگاتا۔ اسے وہ ہمیشہ عارضی قیام گاہ سمجھتا ہے اور یہاں رہتے ہوئے دارالبقاء کے لیے نیک اعمال کا زادِ راہ تیار کرتا ہے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ زاہدانہ زندگی بسر کی۔ مختصر سا مکان بنوایا۔ مختصر ہی اثاث البیت رکھا۔ جو کچھ کمایا وہ راہِ خدا میں خرچ کر دیا۔ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ جب مدائن کے گورنر تھے تو ایک عبا میں خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کا آدھا حصہ نیچے بچھایا کرتے تھے اور آدھے حصے سے بدن کو ڈھانپتے تھے۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ وہ ایک گودڑی پہنے ہوئے تھے جس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔

**وفات:**

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت کے موقع پر مدائن میں ابوقرۃ الکندی کے بالاخانے پر صاحبِ فراش تھے پیٹ کی بیماری تھی۔ حدیث رسول ﷺ کے مطابق اس عارضہ سے مرنے والا شہادت کے ایک درجے پر فائز ہوتا ہے۔ حضرت سعید بن المسیبؒ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے آئے اور وہ رو رہے تھے۔ دونوں اصحاب کہنے لگے: آپ کو کیا چیز رونے پر آمادہ کرتی ہے؟ فرمایا کہ وجہِ اضطراب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ایک وعدہ لیا تھا۔ جسے ہم میں سے کسی نے یاد نہیں رکھا۔ وعدہ یہ تھا کہ تم میں ہر ایک کا دنیا کا سامان بس اتنا ہونا چاہیے، جتنا سوار کا سفر خرچ ہوتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء۔ ج ا۔ ص ۱۹۶) رجا بن حیوٰۃ کہتے ہیں کہ ان کے اصحاب واحباب نے وصیت کرنے کی درخواست کی تو سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے جس کسی سے ہو سکے تو اس حالت میں جان دے کہ وہ حج یا عمرے کے سفر میں ہو یا راہِ خدا میں شہادت حاصل کرے۔ یا پھر علوم قرآن کی تحصیل میں اپنی جان خدا کے سپرد کر دے۔ تم میں سے ہرگز ہرگز کوئی اس حالت میں نہ مرے کہ وہ فاجر ہو یا خیانت کرنے والا ہو۔

**ملائکہ کا خیر مقدم:**

الخزل حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ بقیرۃ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا تھے اور ایک بالاخانے پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس کے چار دروازے تھے۔ انہوں نے مجھے بلایا اور سارے دروازے کھول دینے کا حکم دیا اور فرمایا: آج میرے پاس کچھ زیارت کرنے والے آ رہے ہیں۔ خدا جانے وہ کس دروازے سے داخل ہوں۔ اس لیے سب دروازے کھول دو۔ پھر کستوری منگوائی اور فرمایا کہ اسے چھوٹے برتن میں ڈال کر پانی میں حل کر لو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد فرمایا: اب اسے میرے بستر کے اردگرد چھڑک دو اور پھر نیچے اتر جاؤ اور کچھ دیر انتظار کرو۔ عنقریب تمہیں پتا چل جائے گا کہ کیا ہونے والا ہے۔ مزید بتاتی ہیں کہ تھوڑی دیر بعد میں اوپر آئی تو دیکھا کہ سرتاج سلمان رضی اللہ عنہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ چکے ہیں۔ ہونٹوں پر ملکوتی تبسم لیے ہوئے وہ بستر پر یوں پڑے تھے کہ جیسے آرام وسکون سے استراحت فرما رہے ہوں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ یا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ علم وعمل کا یہ مہر تاباں سرزمین مدائن میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گیا۔ (طبقات ابن سعد۔ ج ۴۔ ص ۹۲)

☆☆☆

حفیظ تائب

# حمد باری تعالیٰ

دیں سکوں تیرے نام یا عزیزُ یا سلام
دل کشا ترا کلام یا عزیزُ یا سلام

اپنے قربِ خاص کا راستہ بتا دیا
دے کے سجدے کا پیام یا عزیزُ یا سلام

یا لطیفُ یا خبیر سُو بسو ہیں تیرے رنگ
تیرے عکس صبح و شام یا عزیزُ یا سلام

شب کے بعد دن چڑھے، دن کے بعد رات ہو
خوب ہے ترا نظام یا عزیزُ یا سلام

کائنات کو محیط تیری جلوہ ریزیاں
تیری رحمتیں ہیں عام یا عزیزُ یا سلام

اس کرم کا کر سکوں شکر کس طرح ادا
دل میں ہے ترا قیام یا عزیزُ یا سلام

☆☆☆

عادل یزدانی

## نعت رسولِ مقبول ﷺ

آفتابِ ہدیٰ آپ کا نقشِ پا
بہتریں رہنما آپ کا نقشِ پا

چومنے کو اِسے سارے بے چین ہیں
کتنا ہے دلربا آپ کا نقشِ پا

سدرۃ المنتہیٰ سے جگہ وہ سوا
جس جگہ پڑ گیا آپ کا نقشِ پا

عاصیوں کے لیے ، گمرہوں کے لیے
رحمتِ کبریا آپ کا نقشِ پا

شب گزیدو نہ آنسو بہاؤ کہ ہے
ماہِ معجز نما آپ کا نقشِ پا

بے نشاں ہو گیا خود وہی مٹ گیا
جو مٹانے چلا آپ کا نقشِ پا

سارے لاعلم ہیں ، سارے حیران ہیں
کون جانے ہے کیا آپ کا نقشِ پا

کیسا رنجِ فنا کہ ہمیں لے چلا
سوئے خلدِ بقا آپ کا نقشِ پا

عقل سے ہیں وَرا جس قدر منزلیں
اُن سبھوں کا پتا آپ کا نقشِ پا

مجھ کو عادلؔ گلہ ہے یہ تقدیر سے
کیوں نہ میں بن سکا آپ کا نقشِ پا

شورش کاشمیریؒ

# شہیدانِ ختم نبوت

خاکِ لاہور کی توقیر بڑھانے والے
گولیاں تانے ہوئے سینوں پہ کھانے والے

جبر کا نام زمانے سے مٹانے والے
صبر ایوب کی تصویر دکھانے والے

گردنیں عشق پیمبر میں کٹانے والے
دھجیاں لشکر باطل کی اڑانے والے

دغدغہ طارقؒ و بوذرؓ کا دکھانے والے
طنطنہ دین فروشوں کا مٹانے والے

پرچم سید کونین اڑانے والے
قرنِ اوّل کی روایات دکھانے والے

آگ طاغوت پرستوں میں لگانے والے
ہیبتِ لشکر اسلام بٹھانے والے

معجزہ قوّتِ بازو کا دکھانے والے
نقشۂ حیدرِ کرّار جمانے والے

سربکف عرصۂ پیکار میں آنے والے
جان تک ختم نبوت پہ لٹانے والے

قتل گاہوں میں شہیدوں کا لہو بول اٹھا
سر کٹاتے ہیں محمد کے گھرانے والے

بچ نہیں سکتے کبھی قہر خدا سے شورشؔ
خونِ احرار سفینوں میں لٹانے والے

(۲۸ر فروری ۱۹۶۳ء)

شہدائے ختمِ نبوت
1953ء

# سلام

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(مارچ 1988ء)

سلام اُن پر، کہ میرِ کارواں تھے
سلام اُن پر، کہ پیرِ عارفاں تھے
سلام اُن پر، نبی کے عاشقاں تھے
سلام اُن پر، قتیلِ فاسقاں تھے
سلام اُن پر، عدُوِّ کاذباں تھے
سلام اُن پر کہ حق کے پاسباں تھے
سلام اُن پر کہ وہ برق تپاں تھے
سلام اُن پر کہ وہ شعلہ فشاں تھے
سلام اُن پر، شہادت جن کی منزل
سلام اُن پر، جو مر کے جاوداں تھے
سلام اُن پر، کہ وہ جانِ جہاں تھے
سلام اُن پر، شہادت میں جہاں تھے
سلام اُن پر، جو قاتلِ اعظم☆ کے مقابل
سلام اُن پر، نہتے ناتواں تھے

☆ ڈائرشاہی جنرل اعظم خان

# سلام

**شہدائے ختم نبوت 1953ء**

بنتِ امیرِ شریعت سیدہ اُمّ کفیل مدظلہا

سیّدِ الکونین کے سب جاں نثاروں کو سلام
دین کے اُن اوّلیں بنیاد کاروں کو سلام

سربکف قرآں بلب رہتے تھے جو گِردِ نبی
بدر کے اُن تین سو تیرا ستارو ں کو سلام

رات کو تھیں سجدہ گاہیں دیدۂ گریاں سے تَر
صُبحدم جنگاہ میں ، اُن شہسواروں کو سلام

ہم تو ہیں ہی نام لیوا' معترف منکر بھی ہیں
اُن جگرداروں، شہیدوں، جاں سپاروں کوسلام

گولیوں سے بھون ڈالا جن کو اعظم خان☆ نے
اُن کی روحوں پر سلام' اُن کے مزاروں کوسلام

(دارِ بنی ہاشم' اگست 2003ء)

☆ جنرل اعظم خان، جس کے مارشل لائی حکم پر 1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں لاہور میں سینکڑوں مسلمان شہید کردیئے گئے۔

ہارون الرشید

# جنرل پرویز مشرف کا پراسرار دورہ

جنرل پرویز مشرف کے دورۂ مشرق وسطیٰ کا معاملہ نہایت پراسرار ہے۔ وہ عذاب میں مبتلا اپنی قوم کو اس کے حال پر چھوڑ کر عربوں کو بچانے نکل پڑے۔ انہیں یہ مشورہ کس نے دیا؟

ایک عرب حکمران نے اسرائیل کو لازماً تسلیم کرنے کے لیے جنرل مشرف کے مؤقف کا زیادہ پرجوش خیرمقدم کیا ہے۔ یہ وہی خاندان ہے، خلافت عثمانیہ کے خلاف انگریزوں کے ایماء پر قابل نفرت سازشوں پر اقبال نے جس کے بارے میں کہا تھا:

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے
گلیم بوذر و دلق اویس و چادر زہرا

یعنی یہ اس قماش کے لوگ ہیں کہ حضرت اویس قرنیؒ، جناب ابوذر غفاریؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی چادر بھی بیچ کھائیں۔ نئی دہلی میں اسرائیلی نمائندے نے بھی جنرل کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ لاہور کا معتبر دانشور سبقت کرے گا لیکن وہ ان دنوں کشمیریوں کے غم میں گھلا جا رہا ہے۔ بھارت میں اسرائیلی سفیر کے مشیر لیوی رائٹس نے کہا:

> ''پرویز مشرف کھلے ذہن کے شخص ہیں۔ انہیں ہم سلام کرتے ہیں۔ اسرائیل نے کبھی بھی پاکستان کے خلاف کسی بھی موقع پر کوئی بیان نہیں دیا بلکہ کشمیر کے معاملے میں اسرائیل نے کہا کہ اسے بھی مسئلہ فلسطین کے تناظر میں دیکھا جائے۔ اسرائیل نے ہمیشہ پاکستان سے تعلق قائم کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ سب سے پہلے ۱۹۵۳ء میں سرظفراللہ خان کے ذریعے پاکستان کو اسرائیل نے پیغام دیا تھا۔ اسرائیل نے کبھی بھی پاکستان کے جوہری پروگرام کو ختم کرنے کی بات نہیں کی۔ یہ میڈیا ٹرائل ہے، ہم اسے جانتے ہیں۔''

میڈیا ٹرائل؟ کیا اسرائیل شہر حیفہ میں کئی عشروں سے کھلم کھلا قائم قادیانی دفتر میڈیا ٹرائل ہے؟ پاکستان کو پیغام دینے کے لیے قادیانی وزیر خارجہ کا انتخاب بھی؟ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے کے لیے راجستھان اور سری نگر کے ہوائی اڈوں پر کھڑے اسرائیلی فضائیہ کے بمبار بھی جو بھارتی ائیرفورس کے ڈیزائن میں رنگ دیئے گئے تھے؟ اسرائیل کے دو سو ایٹمی میزائل بھی جن میں سے تین کا ہدف کراچی، اسلام آباد اور لاہور ہیں؟ مقبوضہ کشمیر بھیجے جانے والی صیہونی فوجی بھی؟ یہودی دانشور راے کے لامانی (Lamani) نے اسرائیلی اخبار میں لکھا کہ اس ملک کی فوج میں عیسائی بھرتی نہیں کیے جاتے لیکن ۶۰۰ قادیانی موجود ہیں۔ اگر مسٹر لیوی رائٹس پسند کریں تو وہ بتائیں کہ اب ان کی تعداد کتنی ہے۔ یہ بھی فرمائیں کہ پاک فضائیہ کے سابق پائلٹ اکرم اعوان کو جواب راولپنڈی جیل میں ہے، سال بھر ایف ۱۵ پر اسرائیل میں تربیت دینے

کا مقصد کہوٹہ پر حملے کے سوا کیا تھا اور یہ بھی کہ جنرل محمد ضیاء الحق اور پاک فوج کے دوسرے جنرلوں کو شہید کرنے کے لیے زہریلی گیس کی ڈبیا کہاں سے آئی تھی اور ایٹمی پروگرام کے علاوہ ان کا جرم کیا تھا؟

کیا عراق کی جوہری تنصیبات پر حملہ اور ایرانی منصوبے پر حملے کی تیاری بھی پاکستانی میڈیا ٹرائل ہے۔ حال ہی میں ایک اسرائیلی اخبار میں شائع ہونے والا روسی یہودی یوری ایونری کا وہ مضمون بھی کیا پاکستانیوں کی اختراع ہے' جس میں کہا گیا ہے کہ اسرائیل (فلسطین نہیں) میں موجودہ چودہ لاکھ فلسطینی مسلمان' چڑیا گھر میں مقید جانوروں کی طرح جی رہے ہیں۔ ہر روز قتل ہوتے فلسطینی بچوں کی تصاویر کیا پاکستانی چینل دکھاتے ہیں؟ صابرہ اور شتیلہ کے کیمپوں پر بمباری کا مشورہ کیا پاکستانی صحافیوں نے دیا تھا؟ ہر روز بلڈوز ہوتے ہوئے فلسطینیوں کے گھر اور ان پر برستے راکٹ' کیا پاکستان میں لکھے گئے افسانے ہیں؟ پاکستان کا عالم تو یہ ہے کہ امریکہ کی مدد سے موساد یہاں دندناتی پھرتی ہے۔ لاہور کا عالم دین اسرائیل جاتا اور واپس آ کر اسے تسلیم کرنے کا مشورہ دیتا ہے لیکن اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ کس کے ایما پر؟ کراچی کے پنج ستارہ ہوٹل کا امریکی شہریت رکھنے والا یہودی منیجر بے نقاب ہونے کے بعد راتوں رات فرار ہو جاتا ہے۔ کس کی مدد سے؟

جنرل پرویز مشرف جو چاہیں ارشاد کریں۔ جنگل کا بادشاہ بچے دے یا انڈے لیکن اسرائیل کے بارے میں بانیانِ پاکستان کا مؤقف واضح ہے۔ اسرائیل کے بانی بن گوریاں اور سفاک موشے دایان کو عربوں کو قتل پر برطانیہ نے دہشت گرد قرار دیا۔ ان کی گرفتاری پر انعامات مقرر ہوئے اور لندن کے اخباروں میں اشتہار چھپے۔ یہ اسرائیل کے قیام کی تیاریاں تھیں۔ اکثریتی آبادی کو بے دخل کر کے' ترقی پسندوں کے کعبہ روس اور یوکرائن، امریکہ اور یورپ سے یہودیوں کو لا کر۔ قائد اعظم کی تقاریر اور ان کی مسلم لیگ کی قراردادیں موجود ہیں۔ بالآخر سارے عرب مان لیں لیکن پاکستان اسرائیل کو مانے گا تو اپنے بانیوں کے حتمی فیصلے، اپنی تاریخ، ثقافت، ضمیر اور عہد سے روگردانی کرے گا۔ اس کے نظریے کا کوئی جواز باقی نہ رہے گا۔ استعمار کے حاشیہ بردار حکمرانوں کی بات دوسری ہے' ورنہ مسلمانوں میں مانتا کون ہے؟ حماس دو تہائی اکثریت سے کیوں جیتی۔ شیعہ سنی فساد کھڑا کرنے کی مغربی سازشوں کے باوجود حسن نصر اللہ اور احمدی نژاد کے لیے سنی مسلمانوں میں اتنی تائید کیوں ہے۔ عرب عوام سے کسی نے پوچھا ہے؟ پوچھ لیجیے' ریفرنڈم کرا لیجیے۔ پاکستان میں بھی کرا لیا جائے۔ کوئی اخبار سروے کرا لے' گیلپ کر لے۔ یہودیوں میں رتی برابر بھی تاریخی شعور ہے تو انہیں مسلمان حکمرانوں سے نہیں مسلم عوام سے مفاہمت کرنا ہوگی۔

فلسطین پر یہودیوں کا ہرگز کوئی حق نہیں۔ دو ہزار برس پہلے وہ وہاں سے نکالے گئے اور ظاہر ہے کہ مسلمانوں نے نہیں نکالا تھا۔ چھ سو برس بعد امیر المومنین عمر ابن خطابؓ نے ۹۰ یہودی خاندان وہاں آباد کیے پھر بتدریج عیسائی اکثریت مسلمان ہو گئی۔ وہ ہسپانیہ میں پھلے پھولے، صلاح الدین ایوبی نے انہیں امان دی، وہ سلطنت عثمانیہ میں خوشحالی سے ہم کنار ہوئے۔ لُوٹا تو انہیں مغرب نے۔ قتل عام تو ہٹلر نے کیا۔ انگریزی کے پہلے ناول کی یہودی ہیروئن اپنے باپ سے یہ کہتی ہے

''یہاں تو سب کچھ لٹ جائے گا' ہمیں مغرب (مراکش) چلے جانا چاہیے۔'' فلسطینی مسلمان کس چیز کی قیمت ادا کریں؟ اس لیے کہ یہودیوں کے پاس اسلحہ زیادہ ہے، معیشت بڑی ہے؟ مسلمان حکمران بزدل نہ ہوں تو ہر طرح کا اسلحہ ان کے پاس بھی موجود ہے۔ اگر صرف پاکستان، مصر، سعودی عرب، شام اور ایران دفاعی معاہدہ کرلیں؟ خمینی نے کہا تھا کہ اگر مسلمان افواج محض ٹینکوں کے ساتھ نکل پڑیں تو کوئی انہیں روک نہ سکے۔ خمینی کا قول باطل نہیں ہے۔ اس نے امریکہ کو ایران سے اکھاڑ پھینک دیا تھا۔ باطل یاسر عرفات تھا، دریوزہ گر، نوبل انعام کا آرزومند۔

ہم یہودیوں سے نفرت نہیں کرتے، قدامت پسندوں سے نہ اعتدال پسندوں سے۔ وہ اللہ کی مخلوق ہیں اور خدا کی مخلوق سے کوئی مسلمان نفرت نہیں کرسکتا۔ الا یہ کہ اس پر پاگل پن سوار ہو لیکن اسرائیل ایک صہیونی ریاست ہے اور اس کی سرحدیں ہی متعین نہیں۔ وہ مسلسل قتل عام اور وسعت پر یقین رکھتی ہے۔ یاسر عرفات نے جو کچھ حاصل کیا' وہ حکومت نہیں بلدیہ ہے۔ پولیس رکھی جاسکتی ہے، فوج نہیں۔ لیڈروں کے گھر اڑا دیئے جاتے ہیں، ایوانِ صدر تک گھیراؤ ہوتا ہے۔ پھر ان ۴۵ لاکھ فلسطینی مہاجرین کا کیا ہوگا جو پانچ عشروں میں اپنے گھروں سے نکال دیئے گئے اور عرب ممالک سمیت دنیا بھر میں دربدر ہیں۔ یہودیوں کو ساری دنیا سے سمیٹ کر اسرائیل میں جمع کیا جارہا ہے۔ اور فلسطینیوں کو بکھیرا جارہا ہے۔ یہ کیسا انصاف اور کیسی ریاست ہے۔ جنرل مشرف جسے قبول کرنے کی وکالت کرتے ہیں اور اپنے عوام سے پوچھے بغیر۔ وہ افغانستان والی غلطی دہرا رہے ہیں۔ کشمیر میں بھی اور فلسطین کے بارے میں بھی۔ پہلے دشمن کی بات مان لی جائے اور پھر اس سے رعایت کی درخواست دی جائے۔ کیوں؟ پھر کون رعایت دیتا ہے اور ۴۵ لاکھ عرب کہاں بسیں گے، ان کی زمین کہاں ہے اور حضورِ یہ بیت المقدس کا سوال ہے، قبلہ اوّل کا۔ کیا وہ صہیونیوں کو سونپ دیا جائے۔ بے نظیر بھٹو کے سوا کوئی ان کی تائید نہ کرے بلکہ شاید وہ بھی نہ کرسکیں۔

جنرل پرویز مشرف کے دورہ مشرق وسطیٰ کا معاملہ نہایت پراسرار ہے۔ عذاب میں مبتلا اپنی قوم کو چھوڑ کر وہ عربوں کی مدد کو نکل پڑے۔ انہیں یہ مشورہ کس نے دیا؟ (مطبوعہ: روزنامہ ''نوائے وقت''۔ ۲۷ جنوری ۲۰۰۷ء)


ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

4 مارچ 2007ء
اتوار بعد نماز مغرب

دفتر احرار 69/C
وحدت روڈ نیو مسلم ٹاؤن لاہور

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی پہلی اتوار کو بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر واصلاحی بیان ہوتا ہے

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور فون: 042-5865465

سید محمد معاویہ بخاری

# ابتلاء و آزمائش کے مشکل مرحلے

کہنے کو کہانیاں اور سننے کو داستانیں بہت ہیں مگر ایک ماہ پر محیط جامعہ حفصہ للبنات کی طالبات کا احتجاج زبانوں کی چراگاہ میں خرام کرتی کہانیوں اور داستانوں سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ ۲۰ر جنوری کو مسجد امیر حمزہ کے انہدام کے بعد وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں کشیدگی کی جو فضا تیار ہو گئی تھی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق علماء کی بروقت مداخلت، حکومتی زعماء سے مذاکرات اور فریقین کے مابین افہام و تفہیم سے معاملات طے کرنے کے مستحسن اقدام نے اسے کسی حد تک بہتر ضرور بنادیا ہے تاہم ابھی تک جامعہ حفصہ کی طالبات کو اس بات پر آمادہ نہیں کیا جاسکا کہ وہ بچوں کی لائبریری پر اپنے یک طرفہ قبضے کو ختم کردیں۔ چنانچہ اس اعتبار سے صرف یہ کہا جاسکتا ہے کہ چنگاری دبی ضرور ہے مگر قضیہ پوری طرح ختم نہیں ہوا۔ اور بات گھنٹوں کی مہلت میں اٹکی ہوئی ہے۔

گزشتہ ایک ماہ کے دوران یہ تشویشناک صورت حال مرحلہ وار کس طرح ترتیب پاتی رہی اس کا پس منظر جانے بغیر حقیقت سے آگاہی ممکن نہیں ہے۔ یوں تو مسلمانانِ عالم کے لئے ابتلاء و آزمائش کے سلسلے ابتداء سے جاری وساری ہیں مگر نو گیارہ کے بعد جس ہمہ جہتی کروسیڈی جنگی حکمت عملی کے تحت اہل اسلام کو نشانہ بنایا جارہا ہے موجودہ افسوس ناک واقعات اسی کا شاخسانہ ہیں نام نہاد دہشت گردی کے عنوان سے جو اسلام مخالف مہم آغاز ہوئی ہے اس کا مقصد دین اسلام سے وابستہ اس قافلۂ سخت جاں کا نام ونشان تک مٹادینا ہے جس نے روشن ضمیر اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حفاظت دین کا فریضہ ادا کرنے میں اپنی جانی، مالی، علمی وفکری صلاحیتیں وقف کر رکھی ہیں۔ عالمی سازش گر برسوں کی سوچ بچار کے بعد ہی اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جب تک ظلم و جبر کے قانون سے اہل دین کو محصور نہیں کردیا جاتا تب تک ان کے ناپاک عزائم کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ منتخب حکومتوں کی تبدیلی کے بعد من چاہے مقتدروں کو زمام کار سونپ کر خوف و دہشت کا ماحول پیدا کیا گیا، سرکردہ علماء کی ٹارگٹ کلنگ، تنظیمات پر پابندی، مساجد و مدارس کی نگرانی، غیر ملکی طلباء کے قیام پر قدغن، نصاب تعلیم میں تغیر، میڈیائی آزادی، منکرات کی جبری اور علانیہ تشہیر، ویلنٹائن ڈے، بسنت، میراتھن دوڑ، نیو ایئر کی تقریبات کا جبری انعقاد، حقوق نسواں کے حوالے سے پروپیگنڈا مہم، حدود اللہ کے خلاف زبان درازی و قانون سازی، اقلیتوں کے حقوق کی آڑ میں اکثریت کے حقوق کی پامالی، الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ جیسے بے ضرر اور خدمت خلق سے وابستہ فلاحی اداروں پر پابندیاں۔ یہ وہ اقدامات ہیں جن کی ریہرسل نو گیارہ کے بعد ایک تسلسل کے ساتھ ہو رہی ہے۔ اور مذکورہ بالا اقدامات کے ماتھے پر انتہا پسندی کے خاتمہ کا سائن بورڈ آویزاں کردیا گیا ہے۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی شاہراہیں تعمیر کرتے ہوئے راہ میں آنے والی ہر مزاحمت دہشت گردی قرار پائی ہے اور اب روشن خیالی کے توسیعی ایجنڈے کی زد میں اسلام آباد کی وہ مساجد و مدارس بھی ہیں جنہیں ناجائز تجاوزات بتایا جارہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ سلسلہ صرف اسلام آباد تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا دائرۂ کار مزید وسعت اختیار کرتے ہوئے صوبائی دارالحکومتوں اور بعد ازاں تمام چھوٹے بڑے شہروں تک پھیلے گا۔ مرکزی شاہراہوں اور تجارتی سنٹروں کے بیچ امن وراحت اور تعلق مع اللہ کی علامت کعبہ کی بیٹیاں، ''مساجد'' جو ابھی

تک پانچ وقت بہ آواز بلند رب کائنات کی کبریائی بیان کرنے کا ذریعہ ہیں، جہاں ابھی تک کروڑوں لوگ اپنے معبود کے حضور سربسجود ہونے کھنچے چلے آتے ہیں، جہاں ابھی تک صلوٰۃ جمعہ کا اہتمام ہوتا ہے اور علماء وخطباء حضرات دین کا پیغام سناتے ہیں۔ کفر کو کفر اور ظلم کو ظلم بتا کر ظالم وکافر کا فرق واضح کرتے ہیں، اہل اسلام کو اپنے عقائد کی بنیاد مضبوط بنانے کی ترغیب دیتے اور تلقین کرتے ہیں۔ اسے بنیاد پرستی اور انتہا پسندی کے مذموم الزامات سے معنون کیا جارہا ہے۔ واشنگٹن کی عالی بارگاہ سے حکم صادر ہوا ہے کہ اب یہ سب کچھ برداشت نہیں۔ لہٰذا فوری طور پر ان عناصر کی مشکیں کس دی جائیں جو قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرنے سے باز نہیں آتے۔ معتبر ذرائع تصدیق کرتے ہیں کہ اس بارے میں منصوبہ بندی گزشتہ کئی برسوں سے جاری تھی لیکن نوگیارہ کے بعد جب افغانستان و پاکستان کو برائی کا محور قرار دے کر اہل دین کا محاصرہ شروع ہوا تو ساتھ ہی یہ مطالبہ بھی زور پکڑتا گیا کہ مملکت خداداد پاکستان کے حساس علاقوں میں واقع مساجد و مدارس کا بندوبست بھی کیا جائے۔ چنانچہ کہا گیا کہ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد ایک حساس علاقہ ہے' جہاں ایوان صدر بھی ہے اور وزیراعظم ہاؤس بھی، پارلیمنٹ بھی ہے اور عدالت عظمیٰ سپریم کورٹ بھی، امراء کے لگژری بنگلے بھی ہیں اور دیگر ممالک کے سفارت خانے بھی۔ بالخصوص تمام مذموموں کا ذمہ دار ''منی پینٹا گان'' امریکی سفارت خانہ۔ اسلام آباد کی شاہراہوں پر ہمہ وقت وی آئی پیز کی مومنٹ بھی رہتی ہے اور روشن خیالوں کے بدمست غول بھی خرام ناز کرنے نکل آتے ہیں اور اسی ماحول کے اطراف میں بنیاد پرستوں، انتہا پسندوں کی آماجگاہ مساجد و مدارس بھی موجود ہیں۔ انہی ٹھکانوں سے وہ سادہ لوح عمامہ پوش بھی نکلتے ہیں عہد جدید کی ڈکشنری میں جنہیں دہشت گرد کہا جاتا ہے اور یہیں سے حجاب میں مستور وہ 7 ہزار بیٹیاں قرآن اور کتب حدیث ہاتھوں میں اٹھائے گزرتی ہیں۔ جنہیں دیکھتے ہی روشن خیالوں کی طبع نازک بوجھل ہو جاتی ہے۔ اور تصادم کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا حکم صادر ہوا کہ اس سے پہلے کہ پاکستان کے نوتعمیر شدہ سوفٹ امیج کے چہرے پر خراشیں پڑ جائیں۔ کوئی بندوبست ضرور کرلیا جائے۔ یہ تأثر شاید کسی حد تک درست ہے کہ حکمران جماعت کے چند مدبرین کو روشن خیال قتالہ کے ناز نعم اس حد تک اٹھانا گوارا نہیں تھا اور حسن ظن یہی ہے کہ شاید اب بھی نہ ہو۔ چنانچہ بات ٹلتی رہی۔ لیکن معاملات ان حکومتی ارکان کے اختیار کی حدوں کو تجاوز کرتے ہوئے کہیں اور جا اٹکے ہیں جہاں ہر حکم آخری ہوتا ہے۔ دوسری طرف سے امریکی سرکار کا اصرار تھا کہ بڑھتا رہا۔ تاخیر کا وقفہ دراز ہوا تو جفا شعار دوست نما دشمن کی آنکھیں ابلنے لگیں۔ وہ دشمن جس کی دوستی سے اجتناب کا حکم خالق کائنات نے دے رکھا ہے۔ ہم نے اسے ہی اپنا ملجا و ماویٰ بنالیا۔ کتابِ ہدایت کی تنبیہ کے باوجود اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیا۔ حالانکہ ہمیں اچھی طرح معلوم تھا اور ہے کہ جب تک ہم اس کے سانچے میں پوری طرح ڈھل نہیں جاتے اس کی دوستی خراج مانگتی رہے گی۔ اور پھر ایسا ہی ہوا کہ تعمیل حکم میں تاخیر برداشت نہیں کی گئی اور اس دوست نما دشمن نے اپنی گرفت میں آئی کلائی موڑ کر ہماری پشت سے لگادی۔ اب درد کی شدت سے چیخیں بھی نکل رہی ہیں اور آنسو بھی مگر ظالم دوست کی گرفت نرم ہونے کے بجائے اور کھچاؤ پیدا کرتی جارہی ہے۔ کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی C.D.A کو اچانک الہام نہیں ہوا ہے کہ اسلام آباد میں واقع مساجد غیر قانونی نقشوں پر تعمیر کی گئی ہیں۔ لہٰذا ناجائز تجاوزات میں شمار ہوتی ہیں۔ بلکہ اس کا پس منظر وہی ہے جو گزشتہ سطور میں بیان کردیا گیا ہے۔ ۲۰؍ جنوری کو مسجد حمزہ منہدم کردی گئی تھی اور باقی تمام

۸۰ مساجد و مدارس کے منتظمین کے نام بھی فوری انخلاء کے نوٹس جاری کردیئے گئے۔ اور اب منتظمین مسجد و مدرسہ کو مجبور کیا جارہا ہے کہ جگہ فوراً خالی کردو ورنہ طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔ جامعہ حفصہ للبنات کی انتظامیہ اور طالبات کا احتجاج اس مہم کے خلاف تھا اور ابھی تک ہے۔ مگر ان کے مطالبات کی فہرست میں اسلامی نظام کے فوری نفاذ سمیت دیگر کئی مطالبوں سے قطع نظر سب سے اہم اور درست مطالبہ مساجد و مدارس کے جبری انہدام کو نہ صرف فی الفور روکنے کا ہے بلکہ آئندہ بھی ایسی کارروائی نہ ہونے کی ضمانت کے ساتھ مشروط ہے۔ ذرائع ابلاغ کی اطلاعات یہ تھیں کہ فی الوقت یہ مطالبہ کسی حد تک تسلیم کرلیا گیا ہے۔ وفاقی وزیر مذہبی امور جناب اعجاز الحق اور علماء کرام کے توسط سے ایک معاہدہ طے پا گیا ہے۔ جس کے تحت مسجد امیر حمزہ کی دوبارہ تعمیر کا نہ صرف اجازت نامہ مل گیا ہے بلکہ اس کا سنگِ بنیاد بھی رکھ دیا گیا ہے اور شاید حکومتی سطح پر یقین دہانی بھی کرائی گئی کہ اس تنازعہ کو مزید نہیں بڑھایا جائے گا۔ کسی بڑے تصادم کے خطرے کو ٹالنے کے لئے کی گئی یہ ساری کوششیں یقیناً قابل قدر و قابل ستائش ہیں۔ لیکن تازہ ترین اطلاعات یہ ہیں کہ بعض ناعاقبت اندیشوں نے معاملہ پھر الجھا دیا ہے اور بات بگڑ گئی ہے۔ چلڈرن لائبریری سے طالبات کا قبضہ ختم کرانے کے لیے ۴۸ گھنٹے کی مہلت دی گئی ہے۔ بصورت دیگر سنگین نتائج کی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ سیکورٹی فورسز کا گھیراؤ ظاہر کرتا ہے کہ صورت حال ایک بار پھر تشویش ناک مرحلے تک آگئی ہے۔ کوئی نادیدہ قوت بہر صورت تصادم اور خونریزی چاہتی ہے۔ مولانا عبدالعزیز اور جامعہ حفصہ کی طالبات کو سمجھانے والے علماء حضرات بھی اپنی کوششوں کو ناکام ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں مولانا عبدالعزیز یا جامعہ حفصہ کی پرعزم طالبات کے جذبات کا پوری طرح احساس ہے لیکن انھیں یہ بات بھی سمجھنی چاہیے کہ حکومت سے براہِ راست تصادم کا عزم دانش مندانہ فیصلہ ہرگز نہیں کہلائے گا اور نہ ہی اس کے نتائج ایسے ہوں گے جنھیں خوش کن کیفیات سے تعبیر کیا جاسکے۔

مساجد کے حوالہ سے حکومت کا مؤقف اپنی جگہ درست بھی تسلیم کرلیا جائے تو بھی چند سوال جواب طلب رہ جاتے ہیں۔ سی ڈی اے کے ریکارڈ میں کتنی فائلیں ایسی ہیں جن میں غیر قانونی پلازوں سمیت دیگر سینکڑوں ناجائز تعمیرات کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ آخر ان میں سے کبھی کوئی فائل سی ڈی اے کے ذمہ داروں کے زیر غور کیوں نہیں آئی؟ حالانکہ یہ بات ذرائع ابلاغ کی تحقیقاتی رپورٹوں میں ثابت ہوچکی ہے کہ ان ناجائز تعمیرات کی زد میں اسلام آباد کے لئے منظور شدہ پارک اور گرین بیلٹ کے علاقے اعلیٰ سطحی ملی بھگت کے ساتھ فروخت کردیئے گئے۔ اسلام آباد کی انتظامیہ کو ناجائز تجاوزات کی مد میں صرف مساجد و مدارس ہی کیوں نظر آتے ہیں۔ اگر ناجائز تجاوزات کا خاتمہ ہی کرنا ہے تو پہلے اربوں کھربوں روپے مالیت کے ان غیر قانونی پلازوں، رہائشی ٹاوروں اور عیاشی کے لئے مخصوص عمارات کو ہدف کیوں نہیں بنایا جاتا۔ حکومتی عمائدین اگر حسن تدبر اور اخلاص سے معاملہ سلجھانا چاہتے تو مساجد کو بحال رکھنے کا فیصلہ کرلیا جاتا۔ لیکن طے شدہ حالیہ معاملات میں یہ بات کہیں دکھائی نہیں دیتی کہ اسلام آباد انتظامیہ تعمیر شدہ مساجد و مدارس کو جاری کئے گئے نوٹس واپس لے لے گی۔ اس کا دوسرا مطلب یہی ہے کہ معاملہ دبا ضرور ہے مگر ختم ہرگز نہیں ہوا اور عین ممکن ہے ایک مختصر وقفے کے بعد نئے اقدامات کا سلسلہ شروع ہوجائے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر شاید صورت حال ایسی نہیں ہوگی کہ اعجاز الحق صاحب بھی کوئی کردار ادا کرسکیں۔ آنے والا وقت اہل دین کے لئے ابتلاء و آزمائش کے انتہائی مشکل مراحل پر مشتمل ہے۔ اللہ رحم کرے۔

ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری

# اسلامی تعلیم وتربیت، یورپی وامریکی معاشرہ اور نئی مسلم نسل کے جنسی مسائل

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے فرمایا:

ہند کے شاعر و صورت گر و افسانہ نویس

آہ! بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

جنس انسانی زندگی کا ایک زبردست مطالبہ ہے۔تحفظِ ذات کے بعد انسان کے وجود میں پیدا ہونے والے رجحانات میں جنس سب سے زیادہ شدید رجحان ہے بلکہ انسانی زندگی کا مطالعہ ومشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کے تحفظ کے بارے میں مطمئن ہوجاتا ہےاور وسائل کا تنوع اور تعداد بڑھتی ہے تو جنسی شعور بالکل بے لگام ہوجاتا ہےاور اگر انسان کے سامنے کوئی عظیم مقصد نہ ہو۔کوئی معیار (Criterion) نہ ہو کوئی مقصد نہ ہو تو جنس ہی زندگی کا سب سے اہم مقصد اور مشغلہ بن جاتا ہے۔امریکہ، کینیڈا، یورپ، آسٹریلیا یا ان جیسے بلادِ غیر اسلامیہ میں اسلامی معاشرے سے آئے ہوئے تارکین وطن کے نوجوان بچوں اور بچیوں کے سامنے یہی مسئلہ ہے۔یہاں معیار زندگی بہرحال بڑھا ہوا ہے۔غذا بھرپور ملتی ہےاور غذا بھی ایسی جس میں انسانی جسم کے مادی نشوونما کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔اس غذا میں صرف وٹامنز ہی نہیں بلکہ جنسی شعور کو بڑھا دینے والے ہارمونز کی بھی بڑی مقدار ہوتی ہے۔کیونکہ وہ گوشت، دودھ یا حیوانی غذاؤں سے جو یہاں لوگوں کو ملتی ہے۔وہ ایسے جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے جنہیں انسانی استعمال کے لیے زیادہ سے زیادہ مفید بنانے کے لیے ہارمونز انجکشن لگائے جاتے ہیں۔اس لیے ان ممالک میں بچوں میں جنسی شعور جلد بیدار ہوجاتا ہے۔اسکولوں میں جنسی تعلیم نے اس شعور کو اور زیادہ بھڑکا دیا ہے۔چنانچہ ان ممالک میں لڑکیاں دس سال کی عمر میں جوان ہوجاتی ہیں اور انہیں باقاعدہ ماہواری آنے لگتی ہے۔لڑکے بھی اسی نسبت سے چودہ سال کی عمر تک بالغ ہوجاتے ہیں۔اگرچہ انہیں یہاں Teenager, Kids یا Children ہی کہا جاتا ہے مگر دراصل وہ نوجوان ہوتے ہیں جنسی مطالبات سے بھرپور۔

اسکولوں میں چونکہ مخلوط تعلیم ہے اس لیے وہاں انہیں کھل کھیلنے کے مواقع ملتے ہیں۔لڑکوں کے معاملے میں کچھ وقت تک بات ظاہر ہونے نہیں پاتی کیونکہ انہیں حیض نہیں آتا مگر لڑکیوں کے سلسلے میں یہ بات چھپی نہیں رہتی۔غور طلب بات یہ ہے کہ ان مغربی ممالک میں مسلمان تارکین وطن اس دورِ عنفوان Adolescence Period کے لیے

لڑکوں

اور لڑکیوں کی تربیت کا بندوبست نہیں کیا۔ عمومیت کے ساتھ حال یہ ہے کہ ماں اور باپ دونوں کام کرتے ہیں۔ اس لیے انہیں بچوں سے بات کرنے، انہیں اپنے ثقافتی روایات واقدار سے آشنا کرنے کا کوئی موقع نہیں ملتا۔ اسکول کے بعد بچوں کا اکثر وقت ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ پر گزرتا ہے اور وہ ہر قسم کے فحش اور عریاں مناظر اور لطف اندوزی کے طریقوں اور ہتھکنڈوں سے واقف ہوتے جاتے ہیں اور ان کے نزدیک زندگی کا مقصد صرف اور صرف عیش کوشی، معیار زندگی کی بلندی اور دولت اندوزی کے ذریعے دوسروں پر فوقیت جتانے کے علاوہ کچھ نہیں رہ جاتا۔

اسلامک سینٹرز جہاں یک روزہ مکاتب One Day Islamic School ہیں۔ ان بچوں کو ہفتے میں ایک دن چند گھنٹوں کے لیے اسلامی ماحول مل جاتا ہے مگر اسکول کے ہفتے کے چالیس گھنٹوں کے مقابلے میں اسلامی مراکز کے چند گھنٹے ان اثرات کو ختم نہیں کر سکتے جو انہوں نے اسکول سے حاصل کیے ہیں۔ یہ حقیقت اب والدین کے سامنے آرہی ہے۔ مسلمان لڑکیاں اپنے ہم مذہب لڑکوں سے متعارف نہیں ہوتیں۔ اگر ہوں تو والدین اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ اس لیے وہ عموماً عیسائی یا یہودی لڑکوں سے متعارف اور بے تکلف ہو جاتی ہیں پھر اس سے جو مسائل ابھرتے اور جنم لیتے ہیں' اس کا تجربہ بعض والدین کو ہو رہا ہے۔ مسئلہ جنس (Problem of Sex) کی مشکل یہ ہے کہ جہاں جنس ایک ناگزیر (Indispensable) جذبہ ہے وہیں یہ ایک گمراہ کن اور نقصان دہ جذبہ بھی ہے۔ ناگزیر یہ اس لیے ہے کہ اس کے بغیر انسانی سماج کی بقا ممکن نہیں۔ نقصان اس لیے ہے کہ اس کا محرک اس جذبہ کے تحت پوری طرح لبیک کہنے کے نتیجے میں مقامِ انسانیت سے گر کر حیوانیت (Animalism) پر آجاتا ہے۔ جس سے زندگی اعلیٰ انسانی قدریں، شرم وحیا، عصمت وعفت اور بامقصد زندگی کا شعور ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس صورتحال کو اعتدال پر لانا اور جنس کے اس جذبے کو غلط سمتیں اختیار کرنے سے روکنا امریکہ اور دیارِ غیر اسلامی میں رہنے والے مسلمان تارکینِ وطن کے لیے ایک اہم مسئلہ ہے۔

خاص طور پر اس لیے کہ حیوانوں کی دنیا میں جنسی سرگرمی کے موسم مقرر ہیں۔ انسانی دنیا میں ایسا نہیں ہے۔ حضرتِ انسان اس طرح کی ہر قید سے آزاد ہے اور اس کی جنسی سرگرمی ہر موسم اور ہر وقت برقرار رہتی ہے مگر اللہ جل شانہ نے اس آزادی کے بدلے اسے ایک عظیم ذمہ داری سونپی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر احساسِ ذمہ داری کے ساتھ کسی سے شادی کرے اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کے ساتھ ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اسے جو اولاد عطاء فرمائے' ان کی اچھی طرح پرورش کرے۔ ان کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہو اور اس طرح حسب ونسب کی پاکیزگی کے ساتھ اپنی آئندہ نسل کی صحت منداور بامقصد نسل کے فروغ کا ضامن ہے۔

یہ بات ہمارے ذہن میں ہونی چاہیے کہ اسلام کے ازدواجی قانون کا مقصد بھی یہ ہے کہ نوجوان لڑکے اور

لڑکیوں کے اخلاق و کردار اور عصمت وعفت کی حفاظت ہو۔ اسلام زنا کو حرام قرار دیتا ہے اور نکاح کو جائز تا کہ لڑکے اور لڑکیاں شادی شدہ زندگی گزارتے ہوئے اپنے اخلاق، شرم وحیا، عصمت وعفت کی حفاظت کرتے ہوئے اسلامی خاندان وجود میں لائیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

**والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیموھن اجورھن محصنین غیر مسٰفحین و لامتخذی اخدان** (سورۃ المائدہ:۵)

''اور پارسا عورتیں بھی (تمہارے لیے حلال ہیں) جو مسلمان ہوں اور پارسا عورتیں ان لوگوں میں سے بھی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں۔ جبکہ تم ان کو ان کا مہر دے دو۔ اس طرح کہ تم بیوی بناؤ نہ تو علانیہ بدکاری کرو اور نہ خفیہ آشنائی کرو۔''

اسلام میں نکاح کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی، پیار ومحبت، راحت ومسرت اور سکون و آرام سے زندگی گزاریں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

**ومن اٰیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذٰلک لاٰیٰت لقوم یتفکرون.** (سورۃ الروم:۲۱)

''اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیساکھیاں بنائیں تا کہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔''

اسلام نے ازدواجی زندگی کے بارے میں بتایا کہ ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرو۔ غیر ضروری مطالبات نہ کرو، قربانی کا جذبہ قائم رکھو۔ ایک دوسرے کے ساتھ فیاضانہ اور حسن سلوک قائم رکھو تا کہ زندگی آرام سے گزرے، بچے اچھی طرح پلیں، ان کو اسلامی ماحول ملے تا کہ تمہیں اپنے کنبے کے صحت منداور مثبت فروغ کی امید بندھی رہی۔

اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے: **ولاتنسوا الفضل بینکم** (سورۃ البقرہ:۲۳۷)

''آپس کے تعلقات میں فضل کو نہ بھولو''

دین اسلام سے محبت کرنے والے نوجوانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ:

**ولاتنکحوا المشرکاتِ حتیٰ یؤمن** (سورۃ البقرہ:۲۲۱)

''مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔''

ان کو عیسائی اور یہودی لڑکیوں سے شادی کی اجازت کراہت کے ساتھ دی ہے کیونکہ ان سے شادی کرنے

میں خود ان کی اسلامی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو حضور اکرم ﷺ نے یہ کہہ کر روک دیا کہ وہ تمہیں اسلام پسند رہنے نہ دے گی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کتابیات سے نکاح کو صریح مکروہ کہا ہے اور وجہ یہ بتائی کہ مسلمان ایسے افراد سے کیسے محبت کر سکتا ہے جو اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت نہ رکھتے ہوں اور ان کو نہ مانتے ہوں۔ پھر جب حقیقی محبت پیدا نہیں ہو سکتی تو ایسا نکاح کس کام کا؟ اسی وجہ سے اسلام مسلمان لڑکیوں کو اہل کتاب مردوں سے نکاح کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ جو لوگ نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کے مخالف ہیں' اگر ایسے کسی فرد سے مسلمان لڑکی شادی کرلے تو خطرہ یہ ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اس کا رنگ اختیار کرلے گی۔ یا پھر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مخالف شخص سے وہ اس طرح کی محبت و مؤدت نہ کر سکے گی جو اس کے جسمانی سکون کے ساتھ ساتھ روحانی سکون کی ضمانت بھی ہو۔

یہی وہ وجوہات ہیں جن کی نسبت آج یہ لازم ہو گیا ہے کہ یورپ، امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ میں رہنے والے مسلمان تارکین وطن اپنے بچوں کی ذہنی نشوونما اور تربیت کا انتظار کریں، انہیں وقت دیں، ان سے بات کریں، انہیں اپنی روایات اور اسلامی تہذیب وتمدن سے آگاہ کریں، انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ تاکہ وہ قومی جذبات سے مغلوب نہ ہوں اور اپنے ہم مذہب اسلامی جوڑوں سے شادی کریں۔ ورنہ یاد رکھئے! ان مسلمان تارکین وطن کی تیسری نسل مغربی مجمع الجزائر (West Indies) کے مسلمانوں کی طرح ہو جائے گی (اللہ نہ کرے) جہاں مسلمان لڑکیاں غیر مسلم لڑکوں سے اور مسلمان لڑکے غیر مسلم لڑکیوں سے بلا جھجک اور بغیر کسی روک ٹوک کے شادی کر لیتے ہیں۔ جھجک اس لیے ختم ہو گئی۔ اب یہ رواج عام ہو چلا ہے۔ ان غیر مسلموں سے شادی کر کے پھر یہ والدین اپنے بچوں کو سیکولر ماحول اور غیر مذہبی معاشرے میں ضم ہونے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں۔

پروفیسر خالد شبیر احمد

# احرار اور فن خطابت

میری ایک تقریر بعنوان ’’احراری خطابت کی ایک جھلک‘‘ ماہنامہ ’’نقیبِ ختم نبوت‘‘ کے شمارہ جنوری ۲۰۰۷ء میں شائع ہوئی۔ کہاں میں اور کہاں احرار کا فن خطابت۔ میں تو فقط اپنے اسلاف کی صدائے بازگشت ہوں۔ میری تقریر میں وہ بات کہاں جو احرار کے فن خطابت سے منسوب ہو چکی ہے۔ پاک و ہند کے نام ور خطباء جن میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا شبیر احمد عثمانی سرفہرست ہیں۔ رہنمایانِ احرار کے فن خطابت کو خراجِ تحسین و آفرین دینے کے لیے قطار اندر قطار کھڑے ہیں۔ ذیل میں اسی مناسبت سے قیامِ پاکستان سے قبل روزنامہ ’’آزاد‘‘ میں شائع ہونے والا ایک مضمون پیش خدمت ہے۔ (پروفیسر خالد شبیر احمد)

-------o-------

انگلستان کے وزیر اعظم لائیڈ جارج نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ آج دنیا اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہے جنھیں خطابت کا ملکہ حاصل ہے اور دلوں کی بازی وہی لوگ جیت سکتے ہیں جو بولنے کے ہنر سے واقف ہیں۔

ڈیماستھیز کا قول ہے: تلواروں نے جسموں کو فتح کیا لیکن الفاظ نے دماغوں کو جیتا ہے۔ اور غالباً ابوالکلام آزاد کا قول ہے کہ ایک اچھے مقرر کے الفاظ مجمع کے دل پر وہی اثر کرتے ہیں جو سرمگیں نگاہوں کے ڈوروں سے جادہ گسارانِ عشق کے دلوں پر گزرتی ہے۔

ہٹلر خطابت کو عوامی نقطۂ نگاہ سے تحریر پر ترجیح دیا کرتا تھا۔ اس کو یقین تھا کہ تقریر میں تحریر سا نظم نہ ہونے کے باوجود سامعین کو اکائی میں بدل دینے کی قدرت ہوتی ہے اور اگر دیکھا جائے تو تحریر و تقریر کا یہ فرق نمایاں ہے۔ تحریر میں مصنف لکھتا ہے اور قاری پڑھتا ہے۔ لیکن تقریر میں مقرر بولتا ہے اور سامع سنتا ہے۔ جہاں اوّل الذکر کے لیے آواز اور اس کی مٹھاس کے ساتھ شکوہ کی ضرورت نہیں۔ وہاں ثانی الذکر کے لیے یہ بنیادی چیز ہے۔ خطابت کی تجزیاتی صراحت کی جائے تو ترکیبی اجزاء حسبِ ذیل ہیں:

☆ زبان ☆ اسلوب ☆ خیالات ☆ روانی ☆ ظرافت ☆ حاضر جوابی ☆ تمثیلات ☆ دلائل ☆ لب و لہجہ ☆ اشارات

اس نقطۂ نگاہ سے غور کیا جائے تو یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ اردو خطابت میں احرار ہندوستان میں بے مثال ہیں اور مقرروں کا جو گروہ یہاں جمع ہو گیا ہے کسی اور جماعت میں نہیں۔ مندرجہ ذیل اصحاب ہیں جو میرے زاویۂ نگاہ سے امروز اردو خطابت میں سرفہرست ہیں۔ ابوالکلام آزاد نے غلط نہیں فرمایا تھا کہ احرار اور خطابت ہم معنی الفاظ ہیں۔ ذیل میں احرار کے نام ور خطیبوں میں جس انداز سے خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اسے پڑھیے اور اندازہ لگایئے کہ احرار کا فن خطابت کس اوج پر ہے۔

**امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ...... پہاڑ کا شکوہ:**

حضرت شاہ صاحب عوامی خطابت کی اقلیم کے فرمانروا ہیں۔ آپ کی زبان کا لوچ، اسلوب کی دلکشی، خیالات کی

پختگی، روانی کا بہاؤ، ظرافت کا شستہ پن، حاضر جوابی کی شوخی، تمثیلات کا قرآنی رنگ، دلائل کی سحر کاری نہ صرف اردو خطابت کے لیے بے مثال ہے۔ بلکہ زمانے کی دوسری زبانوں میں بھی آپ کا ہم مرتبہ خطیب بحیثیت فن ملنا دشوار ہے۔ شاہ جی کی خطابت کا بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ مجمع کے ذہنوں کو اکائی میں بدلنے کی قدرت رکھتے ہیں اور بقول سسرو ایک خطیب کا منتہائے کمال یہ ہے کہ وہ جس حد تک چاہے سامعین کو اپنا ہم نوا بنا سکتا ہے اُسی درجہ کا وہ خطیب تسلیم ہوتا ہے۔

شاہ جی کی خطابت کی ایک خوبی اور ہے اور وہ ہے کہ وہ آنسوؤں کے دھاگے میں قہقہوں کے پھول پروتے ہیں اور قہقہوں کے شور میں آنسوؤں کے موتی......علامہ اقبال کے قول کے مطابق ان کی خطابت کا خلاصہ یہ ہے:

گہے گریہ گہے ابرِ بہارے
گہے خندہ او چوں تیغ اصیلے

## مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ...... چٹانوں کا تحمل:

چھوٹے چھوٹے فقروں میں گہرائی کی بات کہہ جاتے ہیں۔ نہ استعارہ نہ تشبیہ، سورج کی تیز کرنوں کی مانند بات میں روشنی ہوتی ہے اور جو بول بھی بولتے ہیں ناپ تول کر بولتے ہیں۔ خیالات آپ کے ہاں پہلا درجہ رکھتے ہیں۔ اسلوب ثانوی اور زبان مؤخر لیکن آواز میں گھن گرج موجود ہے کہ کبھی تلوار کی شوخی کا گمان ہوتا ہے اور کبھی بجلی کی صدا معلوم ہوتی ہے۔ تقریر میں موضوع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور الفاظ کی ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ دماغ سے مشورہ کر کے زبان پر آرہے ہیں۔ روانی کی نسبت تحمل زیادہ ہے اور حاضر جوابی کے باوصف ظرافت عنقا ہے۔ شاعری سے چڑتے بلکہ بگڑتے ہیں۔ لیکن بہ موقع ایسا شعر کہہ جاتے ہیں جیسے حیا آلود ہونٹوں پر کوئی شریر مسکراہٹ کھیلے۔ غالب نے غالباً آپ ہی کے لیے کہا تھا:

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

## ضیغمِ احرار شیخ حسام الدینؒ......طوفانوں کا خروش:

عسکری نوجوانوں کے محاذِ جنگ کو جاتے ہوئے فضا میں جو ہیبت یا رقت پیدا ہوتی ہے، وہی رنگ شیخ صاحب کی خطابت میں پایا جاتا ہے۔ وہ تہوّر سے بولتے ہیں اور جوش کی فضا میں پر تولتے ہیں۔ اگرچہ بخاری کی طرح بدیہہ گو نہیں لیکن پرگو ضرور ہیں۔ اسلوب میں تنوع ہے اور مطالب میں درد۔ شیلے نے ایک مرتبہ کہا تھا اصل چیز دلیل نہیں جذبہ ہے اور شیخ صاحب کی خطابت کا منتہاء بھی یہی ہے۔ زمانہ جنگ میں قومی نفسیات کو ابھارنے کے لیے آپ کی زبان تلوار کی کاٹ ثابت ہوتی ہے۔ آپ کی تقریر کا پس منظر ڈھونڈا جائے تو عموماً اسی میں یہی آرزو چھپی ہوتی ہے۔

## قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ...... بہار کا نغمہ:

خطابت کے رموز شناس آپ کو بخاری کا نقش ثانی کہتے ہیں۔ خطابت میں خلوص ہے اور بیان میں ذرا کھٹاس ملی ہوئی مٹھاس۔ تیز گفتار بھی ہیں اور بذلہ سنج بھی۔ حاضر جواب ایسے کہ سرکش گھوڑے کی طرح پٹھے پر ہاتھ نہیں دھرنے دیتے

اور طنز میں ایسے مشاق کہ اکبر الہ آبادی کی شاعری اور آپ کی خطابت میں صرف نظم ونثر کا فرق ہے۔ایک خطیب کے لیے جس قدر بھی خصائص ضروری ہیں۔قدرت نے انھیں عطاء فرمائے ہیں۔اساتذہ کے بے شمار اشعار اُن کے لوحِ حافظہ میں محفوظ ہیں۔اسی لیے انھیں خطابت کے دامن میں طلائی جھالر کی طرح ٹانکنے میں انھیں کمال حاصل ہے۔شاعر کا یہ شعر کتنا پرانا ہے لیکن آپ کی تقریر سن کر تازہ معلوم ہوتا ہے:

دُرِ مضموں کوئی یوں گوندھے اے شآد مشکل ہے
سلیقہ انتہا کا چاہیے موتی پرونے میں

## شورش کاشمیریؒ......آبشار کا بہاؤ:

آپ کی خطابت کی دلکشی کا راز ادبی شوخی میں مضمر ہے۔زبان میں حلاوت ہے،اسلوب میں جدت ہے۔خیالات میں وسعت اور لب ولہجہ میں سلاست۔حاضر جواب ہیں اور اس میدان میں اڑتی چڑیا کے پر گنتے ہیں۔اعتراض کیجیے تو رنگِ تقریر نکھر آتا ہے۔بولتے ہیں تو مزاح کا پہلو با اعتبار تناسب مدھم ہوتا ہے۔لیکن چھیڑ دیجیے تو پھبتیوں کی جھاڑ باندھ دیتے ہیں۔آپ کی خطابت کا بیشتر حصہ وہبی ہوتا ہے۔الفاظ میں تناؤ ہے جھکاؤ نہیں۔آبشار کی طرح بہے جاتے ہیں۔وقفہ سکون یا پھر موڑ کا سہارا لیے بغیر بے تکان بولتے ہیں اور الفاظ اپنے نشیب وفراز کے ساتھ ایک دوسرے سے اس طرح پیوست ہوتے ہیں جیسے گلاب کی پنکھڑیاں۔جو خوبی آپ کو اپنے ساتھیوں سے ممتاز کرتی ہے وہ ادب وسیاست کا امتزاج ہے۔گویا نکہت ونور کا امتزاج۔آپ نے عموماً دیکھا ہوگا کہ شگفتہ چہروں پر کبھی کبھار غم کی بیکسی بھی ہوتی ہے۔شورش کی خطابت میں یہ رنگ اکثر دیکھا گیا ہے:

جو سنتا ہے اُسی کی داستان معلوم ہوتی ہے

(ماخوذ ''ترجمان احرار''، روزنامہ ''آزاد'' لاہور۔۲۶ رجنوری ۱۹۴۷ء)

(جاری ہے)


الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

طارق حبیب

# تعلیمی اداروں میں قادیانی سازشیں

## نصاب میں تبدیلی کے لیے فنڈز کی پیشکش

قادیانیوں کو ختم نبوت کے انکار پر پاکستان میں طویل عرصہ قبل سخت جدوجہد کے بعد کافر قرار دیا جاچکا ہے۔ یہ لوگ اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے لیے ہمیشہ سازشوں میں مصروف رہتے ہیں اور ٹھوس منصوبہ بندی کے تحت پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کرنے کا کام کررہے ہیں۔ ماضی میں قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے باوجود ان کی سازشوں کے خاتمے کے لیے کبھی ان سے سختی سے نہیں نمٹا گیا جس کی وجہ سے ان کی ہمت بڑھتی رہی اور انھوں نے کھلم کھلا کام شروع کردیا۔ بعد ازاں موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد قادیانیوں کے وارے نیارے ہوگئے اور جو کام وہ صدیوں میں نہیں کر سکتے تھے' وہ اس حکومت نے چند سالوں میں کردیا۔ موجودہ حکومت کی جانب سے ملنے والی چھوٹ کے نتیجے میں قادیانی لابی کو اپنی سازشوں کے جال بُننے کے لیے آزادی مل گئی۔

قادیانی لابی نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت پاکستان کے حساس شعبوں، اداروں اور تحقیقاتی اداروں تک رسائی حاصل کی اور ان اداروں میں بہت سے اہم عہدوں پر قابض ہوچکے ہیں۔ باخبر ذرائع نے ایک اہم سائنسدان کے متعلق قادیانی فرقے سے تعلق رکھنے کا انکشاف کیا ہے۔ ذرائع نے بتایا کہ حکومت غیر ملکی اشارے پر اس سائنسدان کو اوپر لے کر آئی ہے جبکہ کئی محبِ وطن سائنسدانوں کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑ رہی ہیں جبکہ درجنوں کو غائب کردیا گیا ہے۔ جن کے اہل خانہ آج بھی اسلام آباد میں اپنے پیاروں کی تلاش میں مظاہرے کرتے نظر آتے ہیں۔ اس سائنسدان کے منظر عام پر آنے کے بعد قادیانی افراد نے تحقیقاتی اداروں کو اپنا ہدف بنالیا ہے۔ قادیانی لابی اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے اپنے طلباء کو تحقیق کے شعبے میں داخل کررہی ہے۔ جہاں یہ افراد اپنی شناخت کو چھپاتے ہوئے تحقیق کا کام مکمل کرنے کے بعد حساس اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز کرادیئے جاتے ہیں۔

موجودہ حکمرانوں نے تعلیم کی ترقی کے نام پر جس تیزی سے اور جو اقدامات کیے' انھوں نے اہل ایمان کو ہلا کر رکھ دیا' جبکہ قادیانی لابی کو سازشیں کرنے کے لیے میدان کھلا مل گیا۔ آغا خان بورڈ کا قیام، نصاب میں تبدیلی، مخلوط تعلیمی اداروں میں فحاشی کی تقویت، میٹرک کے طلباء کے پرچوں میں جنسی اور شراب کے استعمال سے متعلق سوالات، نصاب سے قرآنی آیات کا اخراج، جہادی مواد کا اخراج اور مدارس کے تعلیمی نظام پر تنقید اور اس میں تبدیلی کے لیے کوششیں موجودہ حکمرانوں کے ''کارنامے'' ہیں۔ ان کارناموں سے قادیانیوں کو اپنی منزل قریب آتی ہوئی محسوس ہورہی ہے' جس کی وجہ سے اب پاکستان میں قادیانی سازشوں میں براہِ راست ان کے سربراہ مرزا مسرور نے بھی مداخلت شروع

کردی۔قادیانی لابی کواندازہ ہو چکا تھا کہ موجودہ پاکستانی حکومت نے اپنے دور کے آغاز سے ہی نصاب میں تبدیلی غیر ملکی اشاروں پر کی اور بدلے میں اربوں ڈالرز حاصل کیے۔آغا خان بورڈ کے قیام کے بدلے نہ صرف آغا خان برادری سے فنڈ کے نام پر بھاری رقم حاصل کی بلکہ اس میں امریکی دلچسپی کے باعث بین الاقوامی اداروں سے بھی کروڑوں ڈالر لیے اور بدلے میں روشن خیال حکمرانوں نے نصاب سے جہادی آیات، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت فاطمہؓ سمیت دیگر صحابہ کرامؓ کے اسباق ختم کردیئے۔حکومت کی جانب سے ''نصابِ تعلیم برائے فروخت'' کا جو سلسلہ شروع ہوا اس کی خریداری میں گستاخ رسول بھی شامل ہوگئے اور ڈالرز کی ہوس رکھنے والے ان حکمرانوں سے رابطے میں آگئے۔وفاقی وزیر تعلیم کے اہم ذرائع کے مطابق وزارت تعلیم سے تعلق رکھنے والی حکومتی اہم شخصیت نے گزشتہ سال کے آخر میں غیر ملکی دورہ کیا تھا۔اس دورے کے دوران قادیانیوں نے ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم کے ذریعے مذکورہ شخصیت سے رابطہ کیا اور قادیانیوں کے لٹریچر کے کچھ حصے نصاب تعلیم میں شامل کرنے کے بدلے اربوں روپے فنڈز دینے کی پیشکش کی۔ابتدائی طور پر قادیانیوں کو انتظار کرنے کے لیے کہا گیا مگر چند روز بعد ہی قادیانیوں نے اہم حکومتی اتحادی اور لندن میں مقیم لسانی تنظیم کے قائد کے حوالے سے حکومتی شخصیت سے دوبارہ رابطہ کیا۔اس بار رابطہ براہِ راست قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور اور حکومتی شخصیت کے درمیان ہوا تھا۔یہ رابطہ کرانے میں حکومتی اتحادی اور کراچی کی لسانی تنظیم کے لندن میں مقیم قائد نے اہم کردار ادا کیا تھا۔واضح رہے مذکورہ لسانی تنظیم کے قائد نے قادیانیوں کے سابق سربراہ مرزا طاہر کی ہلاکت پر فاتحہ خوانی کا اعلان کیا تھا جس پر پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آیا تھا۔ذرائع نے مزید بتایا کہ قادیانیوں کے سربراہ کی جانب سے حکومتی شخصیت کو تجویز دی گئی کہ نصاب تعلیم میں قادیانی لٹریچر کے حصے شامل کرنے کے بجائے ابتدائی طور پر قادیانی لٹریچر میں شامل کتب کے چند حوالے شامل کردیئے جائیں اور عوامی ردِعمل دیکھا جائے۔اس کے بدلے میں مرزا مسرور نے فنڈ کے نام پر ۱۳ ارب روپے دینے کی پیشکش کی۔جبکہ کمزور عوامی ردّ عمل کی صورت میں قادیانی لٹریچر کے کچھ حصے نصاب میں تبدیلی کے نام پر باقاعدہ شامل کرنے کی تجویز دی گئی جو وقت کے ساتھ ساتھ سالانہ بنیادوں پر مستقل کیے جانے کی یقین دہانی کرائی گئی۔ذرائع نے بتایا کہ ختم نبوت کا انکار کرنے والے قادیانیوں کی پیشکش پر مذکورہ حکومتی شخصیت نے قادیانیوں کے سربراہ مرزا مسرور کو اس کی تجویز اپنے ''بڑوں'' تک پہنچانے اور زیر بحث لانے کی یقین دہانی کرادی۔ذرائع نے انکشاف کیا کہ وفاقی وزارتِ تعلیم کے اہم ذمہ داران میں اس سلسلے میں بات چیت شروع ہوگئی ہے اور اس حوالے سے آئندہ چند ماہ کے دوران نصاب میں تبدیلیاں ممکن ہیں۔

''فرائیڈے اسپیشل'' کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق اعلیٰ سطح پر اپنی سازشوں کو کامیابی سے ہم کنار ہوتا دیکھ کر اور حکومت کی جانب سے کوئی رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے قادیانیوں نے تعلیمی اداروں کو ہدف بنالیا ہے۔شہر کے تعلیمی اداروں میں قادیانی افراد کو بھرتی کرانا شروع کردیا گیا ہے۔کراچی کی نجی وسرکاری جامعات میں درجنوں قادیانی افراد

بطور اساتذہ کام کررہے ہیں۔ان اساتذہ نے طلباء کو تعلیم دینے کے بجائے اس مقدس شعبے کی آڑ میں قادیانیت کے ابلاغ کا کام جاری رکھا ہوا ہے اور طلباء کے معصوم ذہنوں کو آلودہ کررہے ہیں۔''فرائیڈے اسپیشل'' کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق جامعہ کراچی میں شعبہ کیمیا کی خاتون استاد قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ان کی رہائش گاہ جامعہ کیمپس میں ہے جہاں ان کا شوہر ہفتہ اور اتوار کو باقاعدہ تبلیغی نشستوں کا اہتمام کرتا ہے۔ذرائع کے مطابق جامعہ کراچی کے تین دیگر شعبوں میں ۷ اساتذہ اسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جو کراچی کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہیں۔تاہم ہفتہ اور اتوار کو ہونے والی نشستوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے ہیں۔ذرائع نے بتایا کہ کیمپس میں نشستوں کا اہتمام سیکورٹی نقطۂ نظر کے تحت کیا جاتا ہے۔ان نشستوں میں طلباء کی شمولیت کو یقینی بنانے کے لیے مختلف جواز ڈھونڈے جاتے ہیں۔قادیانی افراد کی جانب سے تحقیق کرنے والے طلباء پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور انھیں قادیانی فرقہ کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ذرائع کے مطابق جامعہ کراچی شعبہ کیمیا میں اس وقت دو طالب علم ریسرچ کررہے ہیں، جن میں سے ایک طالب علم خاتون قادیانی استاد کے شوہر سے رابطے میں ہے اور نشستوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتا ہے۔

''فرائیڈے اسپیشل'' کی جانب سے کی جانے والی تحقیقات کے مطابق وفاقی جامعہ اردو میں بھی قادیانی افراد کی سرگرمیوں میں تیزی آگئی ہے۔جامعہ کے اہم ذمہ دار اور شعبہ کیمیا کے ایک استاد بھی قادیانی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں ابلاغ کا کام بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔شعبہ کیمیا کے استاد کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ اس کا تعلق کنری سے ہے جہاں قادیانی فرقہ کی سرگرمیوں میں شدت آچکی ہے۔ذرائع کے مطابق ان افراد کی جانب سے طلباء میں قادیانی لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ طلباء کو داخلہ دینے اور پرچوں میں پاس کرنے کے لیے قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے لیے بلیک میل کیا جاتا ہے۔

''فرائیڈے اسپیشل'' کی جانب سے کی جانے والی تحقیقات کے مطابق نجی تعلیمی ادارے عثمان انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں بھی قادیانی لابی کی سرگرمیاں مسلسل جاری ہیں اور ان میں تیزی آگئی ہے جبکہ عثمان انسٹی ٹیوٹ کی انتظامیہ قادیانی افراد کی سرگرمیوں کو نہ صرف نظر انداز کررہی ہے بلکہ نئے قادیانی افراد کو بطور اساتذہ بھرتی کررہی ہے۔ذرائع کے مطابق انسٹی ٹیوٹ کا استاد جو کمپیوٹر سسٹم انجینیئرنگ شعبہ سے تعلق رکھتا ہے اور کمپیوٹر سافٹ ویئرز پڑھاتا ہے جبکہ دوسرا استاد بھی اسی شعبہ سے تعلق رکھتا ہے اور طلباء کو اپلائیڈ میتھ پڑھاتا ہے۔ذرائع نے انکشاف کیا کہ ان دونوں افراد کا تعلق قادیانی فرقہ سے ہے اور یہ کھلم کھلا طلباء میں لٹریچر تقسیم کررہے ہیں۔ان افراد کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ مذکورہ انسٹی ٹیوٹ میں یہ افراد گزشتہ کئی سال سے بطور اساتذہ خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ طلباء میں قادیانیت کے ابلاغ کا بھی کام کررہے ہیں۔ذرائع نے مزید بتایا کہ عثمان انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کی انتظامیہ کی جانب سے ان افراد کو کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے جبکہ حال ہی میں دو مزید افراد کو بھرتی کیا گیا ہے جن کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ان کا تعلق بھی قادیانی فرقہ

سے ہے۔عثمان انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے چند طلباء نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ ایک سال قبل بطور اساتذہ کام کرنے والے قادیانی افراد کی جانب سے اپنے فرقے کے لٹریچر کی تقسیم میں تیزی آ گئی تھی' جس پر طلباء نے شدید ردّ عمل ظاہر کیا تھا۔ چند طلباء نے ان افراد کو لٹریچر کی تقسیم روکنے کے لیے سخت الفاظ میں تنبیہ کی تھی اور اس کی شکایت انتظامیہ کو بھی کر دی تھی مگر انتظامیہ نے قادیانی افراد کے خلاف کارروائی کرنے کے بجائے شکایت کرنے والے طلباء کو دھمکی دی تھی کہ اگر انھوں نے کسی استاد کو کسی کام سے روکنے کی کوشش کی تو انھیں متعدد مضامین میں فیل کر دیا جائے گا۔ مذکورہ طلباء نے بتایا کہ عثمان انسٹی ٹیوٹ چونکہ ایک نجی تعلیمی ادارہ ہے۔اس لیے یہاں طلباء کو پرچے میں فیل ہونے، حاضری کم ہونے سمیت دیگر معاملات میں اگر انتظامیہ الجھا دے تو طالب علم کو ہر سمسٹر میں تقریباً ۷ ہزار روپے اضافی ادا کرنے پڑتے ہیں۔اس لیے انتظامیہ اس حربے کو طلباء کو بلیک میل کرنے کے لیے استعمال کرتی ہے۔

اطلاعات کے مطابق جامعہ این ای ڈی، داؤد انجینئرنگ کالج آف ٹیکنالوجی، انٹر و ڈگری کالجز سمیت دیگر نجی و سرکاری تعلیمی اداروں میں بھی قادیانی لابی تیزی سے سرگرم ہو چکی ہے اور سلسلے میں باقاعدہ نیٹ ورک قائم ہو چکا ہے۔ نیٹ ورک کے تحت جامعات میں کام کرنے والے قادیانی افراد، ٹیکنیکل اداروں میں کام کرنے والے قادیانی افراد، انٹر و ڈگری کالجز، نجی تعلیمی اداروں سمیت دیگر میں علیحدہ علیحدہ یونٹس کے طور پر کام کر رہے ہیں جبکہ مرکزی سطح پر تمام یونٹس ایک دوسرے سے رابطے میں ہیں۔

واضح رہے کہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور کو حکومتی شخصیات کی جانب سے کرائی گئی یقین دہانی اگر سچ ثابت ہو گئی تو یہ تمام نیٹ ورک منظر عام پر آ جائے گا اور اعلانیہ کام شروع کر دے گا۔ اگر ہم اب بھی ہوش میں نہ آئے اور اصحاب کہف کا کردار ادا کرتے رہے تو ہمارے نصاب تعلیم میں عیسائیت، یہودیت، ہندوازم، قادیانیت سمیت ان تمام مذاہب کا لٹریچر تو ضرور ہو گا جو ڈالرز دے سکتے ہیں مگر دین اسلام سے متعلق مواد نظر نہیں آئے گا۔

(مطبوعہ: ہفت روزہ ''فرائیڈے اسپیشل'' کراچی، ۹ تا ۱۵ فروری ۲۰۰۷ء)

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

# حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● کتاب: کمالاتِ عثمانی المعروف تجلیاتِ عثمانی　　　مؤلف: پروفیسر محمد انوار الحسن قاسمی رحمہ اللہ

قیمت: درج نہیں　　　ضخامت: ۶۴۸ صفحات　　　ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوارہ ملتان

حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بیسویں صدی کی نابغۂ روزگار شخصیات میں سے تھے۔ وہ بلند مرتبہ عالم، عظیم مفسر قرآن، پاکباز محدث، شارحِ ''بخاری و مسلم شریف'' اور بانی پاکستان کے معتمد ترین ساتھی تھے۔ آزاد پاکستان کا پرچم انہی کے دست مبارک سے پہلی بار فضا میں لہرایا گیا۔ وہ تفقہ فی الدین کی نعمت سے پوری طرح سرفراز تھے۔ لگ بھگ انیس چھوٹی بڑی تصنیفات اور کئی معاصر علماء کے اصولی محاکے انکی علمی وجاہت کے شاہکار ہیں۔ ان کی ملی و سیاسی خدمات جلیلہ کا خط مستقیم جنگ بلقان سے شروع ہو کر تحریکِ خلافت سے ہوتا ہوا تحریک پاکستان کے راستے قراردادِ مقاصد کی منظوری تک جا پہنچتا ہے۔ حضرت مولانا سے قبل برصغیر میں صحیح بخاری کے بعد دوسری معتبر کتاب حدیث ''مسلم'' کی شرح نہیں لکھی گئی تھی، مولانا کی کلکِ گوہر بار سے فتح الملہم شرح مسلم تین جلدوں میں منصۂ شہود پر آئی۔ تفسیر قرآن مجید میں ان کا اپنا اسلوب ہے جو قدیم و جدید نسلوں کو یکساں طور پر متاثر کرتا ہے۔ وہ عربی فارسی اور اردو ادبیات کا بحرِ ذخار تھے۔ تفسیر قرآن میں بھی یہ جھلک نمایاں ہے۔ ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۵ء میں سلطان ابن سعود نے مکہ مکرمہ میں بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد کی جس میں بہت سے فضلاء نے شرکت کی۔ حضرت عثمانیؒ نے عربی زبان میں دلائل و براہین سے بھرپور ایسی زبردست تقریر کی کہ علماء حرمین تو ایک طرف خود ابن سعود داد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔ سید سلیمان ندویؒ نے اس پر علامہ صاحبؒ کو بے حد و حساب تحسین پیش کیا تھا۔

مولانا عثمانی نے اپنے وقیع علم کی بنیاد پر ردِّ اسرائیلیات، تفسیر میں راہِ اعتدال، تحقیق یاجوج ماجوج، ردِ قادیانیت، عقیدۂ ختم نبوت، نزول مسیح، علم الاخلاق، علم ریاضی، علم السیر، علم اللّغت، علم القرأت، علم ہیئت، علم صرف نحو، نیچریت، فلسفہ، منطق اور معاصر فرقوں کے عقائد و نظریات ایسے موضوعات پر مبسوط مقالات بھی لکھے، جنہیں تمام علمی طبقات کی طرف سے سراہا گیا۔ الغرض حضرت کے ایسے ایسے کارہائے نمایاں ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا ہم ایسے کم علموں کے بس میں نہیں۔

زیرِ نظر کتاب کمالات عثمانیؒ حضرت شیخ الاسلام کے بعض ذاتی و انفرادی احوال اور بہت سے علمی کمالات پر مشتمل ہے۔ طویل عرصہ بعد بارِ دگر اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ مرحوم پروفیسر انوار الحسن قاسمی کی یہ تحقیقی یادگار عہد حاضر کے علماء طلبہ کے لیے یکساں مفید ہے۔ کمالات عثمانی دراصل اکابر علماء کا تعارف بھی ہے اور ایک عہد کی مکمل تاریخ بھی۔

(تبصرہ: سید یونس الحسنی)

● کتاب: تذکرہ وسوانح حضرت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (اشاعت خاص ماہنامہ ''القاسم'')

مرتب: مولانا عبدالقیوم حقانی ضخامت: ۵۱۲صفحات قیمت: درج نہیں

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

مولانا سید اسعد مدنی ؒ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند تھے ۔۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ دورہ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ اپنے عظیم والد گرامی کی رحلت کے بعد ان کے جانشین مقرر کیے گئے۔ بھارت کے اکابر علماء نے آپ کو ''امیرالہند'' کا خطاب دیا۔ وقت وصال ہزار ہا مدارس، مساجد، سکول وکالج آپ کی سرپرستی میں دینی ودنیوی علوم کی تدریس کا فریضہ انجام دے رہے تھے اور اُن کا یہ عمل آج بھی جاری ہے ۔ ہندی کو سرکاری وتعلیمی زبان قرار دیا گیا تو حضرت اسعد مدنی میدان میں آئے۔ مسلمانوں کا تشخص برقرار رکھنے کے لیے ایک نظم قائم کیا۔ نتیجتاً ہر مسلم نوجوان ہندی کے ساتھ ساتھ اپنی علاقائی اور اردو زبان کا پوری طرح ماہر ہے۔ ہندو ساہو کاری نظام سے مسلمانوں کو نکالنے کے لیے اسلامی بینک قائم کیا جس سے مسلمانانِ ہند کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا موقع ملا۔

سیاسی میدان میں مولانا اسعد مدنی ایک شاہسوار کے طور پر سامنے آئے۔ وہ تین بار بھارتی پارلیمنٹ کے رکن بنے جگہ جگہ مسلم پرسنل لاء بورڈز قائم کر کے اسلامیانِ ہند کے پرسنل حقوق کا مکمل تحفظ کیا۔ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ نے اپنے ماہنامہ ''القاسم'' کی خصوصی اشاعت مولانا اسعد مدنی کے نام کر کے خاصے کا کام کیا ہے۔ جو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ (تبصرہ: سید یونس الحسنی)

● کتاب: نقشِ سرسید (سرسید کے سیرت وافکار کا تنقیدی جائزہ)		مصنف: ضیاء الدین لاہوری

ضخامت: ۳۱۰صفحات قیمت: ۱۵۰روپے ناشر: جمعیۃ پبلیکیشنز، وحدت روڈ لاہور

ضیاء الدین لاہوری صاحب نے سرسید کی شخصیت اور مذہبی وسیاسی نظریات کو اجاگر کرنے کے لیے بہت سا کام کیا ہے۔ انہوں نے ساری زندگی کو اس کارخیر کے لیے وقف کر دیا ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ سرسید کو ویسا ہی پیش کیا جائے' جیسے کہ وہ تھے۔ اور جیسا کہ سرسید نے خود کو ظاہر کرنا چاہا۔ آزادی کے بعد پاکستان میں سرسید کی ایک اور ہی تصویر تیار کی گئی۔ جس کا اصل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لاہوری صاحب جب سرسید کی تصویر سے گرد جھاڑتے ہیں تو ان کے سینے پر انگریزی تمغے نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ جنہیں سرسید نے نہایت فخر کے ساتھ اپنے چوڑے سینے پر آویزاں کیا تھا۔

اس کتاب کے چند اہم موضوعات۔

اسباب بغاوت ہند کے پس پردہ۔ سرسید کی انگریز نوازی اور وقت کا تقاضا۔ سرسید' مرزا قادیانی اور انگریزی حکومت۔ ولیم میور، دیانند سرسوتی اور سرسید۔ ''سرکشی ضلع بجنور'' میں سرسید کی پرچہ نویسی کی دو عبارتیں۔ سرسید اور مرزا قادیانی کی ہم نوائی کا ایک عکس۔ ''نصرۃ الابرار'' میں سرسید کے خلاف ایک فتوے کی جزوی عبارت۔ مسئلہ اطاعت پر سرسید کی ''تفسیر القرآن'' سے ایک اقتباس۔ لاہوری صاحب لکھتے ہیں:

''ایک سرسید وہ ہے جسے میں نے اور آپ نے نصابی ضرورتوں کے تحت کتابوں میں پڑھا اور نصاب سے

متاثرہ مضمون نگار کے تراشے ہوئے ایک عظیم بت کے روپ میں اسے ذرائع ابلاغ میں ملاحظہ کیا۔ دوسرا سرسید وہ ہے جو اپنی اور اپنے رفقائے کی مطبوعہ تحریروں، تقریروں، سرکاری رپورٹوں اور پچھلی صدی کے اخبارات ورسائل اور جرائد کی فائلوں میں مجسم بالذات پایا جاتا ہے۔''

لاہوری صاحب نے سرسید کے حوالے سے ایسی خدمت سرانجام دی ہے کہ اہل علم کو ان کا ممنون ہونا چاہیے۔ جبکہ لاہوری صاحب نے ایک ملاقات میں بتایا کہ لوگ ان کی تحریروں کو پڑھ کر ناراضی کا اظہار کرتے ہیں۔ غالباً ان کا خیال ہے کہ وہ سرسید کے خلاف لکھ رہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سرسید نے کبھی خود کو پوشیدہ نہیں رکھا اور نہ ہی ان کا کردار مخفی تھا۔ ہوا یوں کہ سرسید کے نام پر جن لوگوں کا رزق وابستہ ہوگیا ہے انہوں نے سرسید کی قبر پر ایک خاص قسم کی چادر چڑھا دی ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ اس قبر کے اندر آدمی دفن ہے تو مجاوروں نے فوراً اس کی سرزنش کی اور کہا کہ تم صاحب قبر کی توہین کررہے ہو۔ ان کا نام احترام سے لو۔ کوتاہی یہی ہوتی ہے کہ ہم کسی بڑے شخص کو آدمی تصور نہیں کرتے۔ قدیم ہندوستانی کلچر ہمارے لاشعور میں موجود ہے۔ ہم آدمی کو دیوتا اور بھگوان سمجھ کر اسکی پوجا کرنے لگتے ہیں۔ اسی لیے ہم سرسید کے بھی پجاری بن گئے۔ اور انہیں آدمی سمجھنے سے انکار کردیا۔ لاہوری صاحب ہمیں بتاتے ہیں کہ سرسید آدمی تھے یہی ان کی خدمت ہے۔ لوگ خدا جانے کیوں ناراض ہوتے ہیں۔

''نقش سرسید'' کے کئی ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں اور اس کتاب کی مقبولیت میں مسلسل اضافہ ہورہا ہے۔ تازہ ایڈیشن میں انہوں نے ترمیم واضافے کیے ہیں۔ لاہوری صاحب اس ایڈیشن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نقش سرسید'' کی اشاعت ہذا سابقہ اشاعتوں میں ترمیم واضافہ کی حامل ہے۔ وہ مضامین جن میں اہل قلم خواتین وحضرات کی تحریروں پر بحث ومباحث اور محاکموں کا رنگ جھلکتا ہے۔ انہیں ان کی اشاعت کے اصل ماخذ کے حوالوں سے الگ تالیف ''آثار سرسید'' میں شامل کردیا گیا اور مختلف موضوعات پر تحریر کیے گئے تین مضامین اضافہ کیے گئے۔''

یہ ضروری بھی نہیں کہ ہم لاہوری صاحب کی کتابیں پڑھ کر سرسید سے نفرت کریں یا ان کی مخالفت شروع کردیں ۔ تاریخ میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ جو بغاوت کرتے ہیں دوسرے وہ جو سمجھوتہ کرتے ہیں۔ ایک دار تک چلے جاتے ہیں، دوسرے کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں۔ کیا غالب نے پنشن کی بحالی کے لیے انگریز حاکم کی خوشامد نہیں کی تھی۔ لیکن وہ آج بھی اردو کے ایک بڑے شاعر ہیں جبکہ ان کی تمام درخواستیں چھپ چکی ہیں۔

علی گڑھ کے طالب علموں نے انگریز حاکم کے خلاف آزادی کی طویل جنگ لڑی اور وہ اذیت اور تکلیف کے تمام مراحل سے گزرے۔ محمڈن کالج کے حریت پسندوں کی قربانیوں کا سرسید کو کچھ ثواب تو ضرور ملے گا۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● کتاب: سب سے پہلے کون؟ (جنرل پرویز مشرف کی آپ بیتی نقد ونظر کے آئینے میں)		مرتب: حافظ محمد ندیم
ضخامت: ۳۵۲ صفحات		قیمت: ۲۰۰ روپے		ناشر: دارالکتاب اردو بازار لاہور

حافظ محمد ندیم نے گزشتہ چند برسوں میں سیاست میں اپنی پہچان بنائی اور اب وہ جمعیت علمائے اسلام (لاہور)

کے سیکرٹری اطلاعات ہیں۔ وہ بطور ناشر بھی اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ ان کے ادارے دارالکتاب سے بہت سی علمی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ گزشتہ دنوں وہ صاحب کتاب بھی ہو گئے۔ ان کی دو کتابیں یکے بعد دیگرے منظر عام پر آئیں زیر نظر کتاب کے بارے میں کہنا چاہیے کہ یہ بروقت شائع ہوئی ہے۔ جونہی صدر پرویز مشرف کی کتاب In the line of fire شائع ہوئی ادھر کالم، مضامین اور ردِّ عمل سامنے آنے لگے تو ندیم صاحب نے انہیں جمع کرنا شروع کر دیا اور ۳۶ مضامین کو یکجا کر دیا۔ اس کو پڑھ کر اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ صدر پاکستان کی کتاب کو کس قدر سنجیدگی سے پڑھا گیا ہے جبکہ یہ کتاب ایسی سنجیدگی کا تقاضا ہرگز نہیں کرتی تھی۔

مرتب صاحب ''حرفِ اوّل'' کے آخر میں لکھتے ہیں:

> ''پاکستان کے ایک سابق صدر اور جرنیل محمد ایوب خان نے بھی اپنے عہد حکمرانی میں "Friends Not Masters" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی اور ''جس رزق میں آتی ہو پرواز میں کوتاہی'' کے نام سے اس کا اردو ترجمہ بھی چھپا تھا۔ اس وقت یہ کتاب اپنے دور کی اہم ترین کتاب معلوم پڑتی تھی لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی حقیقی قدر و قیمت سامنے آتی چلی گئی۔ جنرل پرویز مشرف کی کتاب کی حقیقی حیثیت کا فیصلہ بھی وقت ہی طے کرے گا۔ لیکن آج کے قاری کے ذہن میں بھی اس کتاب کے بارے میں بہت سے سوالات موجود ہیں۔ انہی سوالات کے جوابات ڈھونڈنے کے لیے ہم نے جنرل پرویز مشرف کی اس کتاب پر پاکستانی دانش وروں اور اہل قلم کی تحریروں کا ایک انتخاب آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے۔''

ایوب خان اور پرویز مشرف میں یہ فرق ہے کہ ایوب خان کے آگے چڑیا پر نہیں مارتی تھی اور پرویز مشرف کے آگے سے آزادی اظہار کے ہاتھی گزرتے ہیں اور ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ اس کتاب کے حوالے سے جو کچھ لکھا گیا ایسا ایک مضمون بھی ایوب خان کے دور میں نہیں لکھا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ میں کسی جرنیلی دور کو جمہوری دور قرار دے رہا ہوں۔

اس کتاب میں شامل مضامین ہمیں اس بات کا ہمیشہ احساس دلاتے رہیں گے کہ ایوب خان سے پرویز مشرف تک آتے آتے ہم لوگوں میں اتنی جرأت آ گئی تھی کہ ہم نے سچ بولنا اور لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اس کتاب کی ایک اور خوبی بھی ہے کہ ناشر صاحب، صاحب کتاب ہو گئے۔ اس کتاب کی اشاعت پر جہاں حافظ ندیم صاحب کو مبارک باد پیش کی جا رہی ہے وہاں یہ توقع بھی کی جا رہی ہے کہ ان کی کتابیں آیندہ بھی پڑھنے کو ملتی رہیں گی۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

- کتاب: عکسِ جمیل　　　　مرتب: مفتی خالد محمود

ضخامت: ۱۸۶ صفحات　قیمت: درج نہیں　　ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ۔ خالق آباد نوشہرہ

یکایک جو چھا گئی ہیں غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں

شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ''ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد''

کی عملی تفسیر تھی۔ آپ کی ذات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلک حقہ کی خدمت واشاعت کی صلاحیتیں کوٹ کوٹ کر بھر دی تھیں۔ آپ ایک دانشور، منصوبہ ساز، پُرعزم رہنما، پُرجوش کارکن اور انتہائی محبت کرنے والے ساتھی تھے۔

یہ کتاب آپ کی درج بالا صفات حمیدہ کا ایک نہایت ہی جمیل عکس ہے۔ چونکہ اس کتاب کو آپ کے قریبی ساتھی مفتی خالد محمود مدظلہ نے لکھا ہے اس لیے کتاب کے سوانحی خطوط نمایاں ہیں۔ کتاب بہت محبت کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ کتاب کے اسلوب کی چاشنی پڑھنے والے کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● کتاب: مرویات سیدہ عائشہ صدیقہ وسیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما		مؤلف: مولانا سعید الرحمٰن علویؒ

ضخامت: ۱۵۲ صفحات   قیمت: درج نہیں   ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ۔ خالق آباد نوشہرہ

نبی کریم ﷺ کی احادیث طیبہ دین حق کا دوسرا بڑا ماخذ ومرجع ہیں۔ لازمی طور پر ان جوامع الکلم کے اوّلین سامع حضرات صحابہ کرام ؓ تھے۔ انہوں نے اپنے معلم برحق ﷺ کی نیابت کا حق ادا کرتے ہوئے اس پاکیزہ ذخیرہ کی بخوبی حفاظت فرمائی اور پھر اسے ضرورت مندوں تک کما حقہٗ پہنچا دیا۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ حضرات صحابہ کرام ؓ کو نکال کر دین حق کی محفوظیت کا کوئی تصور باقی نہیں رہ جاتا۔

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی رحمۃ اللہ علیہ ماضی قریب کی نہایت علمی شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تھوڑی عمر میں بڑا علمی مقام عطاء فرمایا تھا۔ تحقیق وتدوین، ترجمہ اور سوانح وکالم نگاری میں انھیں کمال دسترس تھی۔ قرآن وحدیث اور سیرت وتاریخ اُن کے مرغوب موضوعات تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی تحریری خدمات کو قبول فرما کر انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائیں (آمین)

زیر تبصرہ کتاب میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور کاتبِ وحی سیدنا امیر معاویہؓ سے مروی ۴۰، ۴۰ روایات مع ترجمہ وتشریح جمع کی گئی ہیں۔ زبان نہایت سادہ، دلنشیں اور عام فہم ہے۔ کتاب کا مطالعہ قاری کے ذہن کو خوشبو اور فکر کو تازگی بخشتا ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

● کتاب: پیغام ہدایت		تصنیف: حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ		مرتب: مولانا محبوب احمد

ضخامت: ۳۳۶ صفحات   قیمت: ۱۵۰ روپے

ناشر: مدرسہ جامعہ محمودیہ، جادیوالی، ڈاک خانہ لکھانی تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان

زمانہ قریب میں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک ایسے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتی ہے جو ردّ قادیانیت کی راہ کے مسافروں کے لیے ایک مثال اور نمونہ ہے۔ آپ نے تمام عمر انتہائی بے خوفی اور جگرداری کے ساتھ اس فرقۂ ضالہ کا تعاقب کیا اور حق تو یہ ہے کہ سب حقوق ادا کر دیئے۔

زیر تبصرہ کتاب اس موضوع پر آپ کے چند قیمتی اور اہم رسائل کا مجموعہ ہے۔ جس میں فرقۂ ضالہ قادیانیہ کے دجل وفریب کا پردہ نہایت عمدگی سے چاک کیا گیا ہے۔ ردّ قادیانیت کے طلباء، واعظین اور مناظرین کے لیے یہ کتاب کافی اور ہدایت کے طالبین کے لیے انتہائی شافی ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

ادارہ　　مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں

# اخبار الاحرار

## سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کا حصہ ہے: (سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۲۹ر جنوری) مجلس احرار اسلام کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ سیدنا حسینؓ امن کے داعی اور اسلامی حکومت کے استحکام کے علمبردار تھے۔ وہ یہود ونصاریٰ کی اسلام دشمن سازش کا شکار ہوئے۔ انھوں نے شہادت قبول کر لی مگر اُمت کو غیرت وحمیت کا لاثانی درس دے گئے۔ سیدنا حسینؓ کا اجتہاد حق تھا۔ انھوں نے اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوئی بھی کوشش نہیں کی بلکہ وہ حکومت کی اصلاح کر کے مثالی اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ ان خیالات کا اظہار انھوں نے مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام دار بنی ہاشم ملتان میں منعقدہ ۳۴ ویں سالانہ ''مجلس ذکر حسینؓ'' سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

انھوں نے کہا کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ایمان کا حصہ ہیں اور یزید تاریخ کا۔ ہمارا مسلک امت کے اجماعی مؤقف اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہر اعتبار سے حق پر تھے اور امتِ مسلمہ حق کے ساتھ ہے۔

سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلی دہشت گردی نبی کریم ﷺ کے خلاف یہود ونصاریٰ نے کی۔ سانحۂ کربلا بھی یہودانِ خیبر اور منافقینِ عجم کی دہشت گردی کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے کہا کہ آج بھی یہود ونصاریٰ اسی دہشت گردی کو جاری رکھتے ہوئے مسلمانوں کو ظلم وستم کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

سید محمد معاویہ بخاری نے کہا کہ امامت ونبوت حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر مکمل ہو چکی ہے۔ اب کسی نئے امام اور نبی کا تصور انکارِ ختم نبوت کے مترادف ہے۔ یہود ونصاریٰ اور مجوسی براہِ راست حضور ﷺ کی بجائے عقیدۂ ختم نبوت پر حملہ آور ہوئے اور امتِ مسلمہ کے عقائد تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ اسے انتشار وافتراق میں مبتلا کیا۔ شہادتِ سیدنا حسین سے اس سازش کو سمجھنے کا درس ملتا ہے۔

مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ سیدنا حسینؓ کی شہادت سے امتِ مسلمہ کو عزیمت واستقامت اور غیرت وحمیت کا سبق ملتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ موجودہ حکومت قادیانیت نوازی کا بدترین مظاہرہ کر رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ دینی قوتیں سنتِ حسینی پر عمل کرتے ہوئے استحکام وطن اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک جاری رکھیں۔

## حادثۂ کربلا سبائی سازش کا شاخسانہ تھا: (مولانا ابوریحان)

چیچہ وطنی (۲ر فروری) ممتاز مذہبی سکالر اور محقق مولانا ابوریحان سیالکوٹی نے کہا ہے کہ واقعہ کربلا دراصل سبائی سازش کا شاخسانہ تھا اور سبائیت، یہودیت کی پیداوار ہے۔ عبداللہ ابن سبا کی سازشی تحریک نے مسلمانوں کی وحدت کو ختم کرنے کے لیے پورا زور لگا دیا تھا۔ وہ گزشتہ ماہ مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام مرکزی مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں سالانہ مجلس ذکر حسین رضی اللہ عنہ سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ پیشہ ور واعظین نے قوم کو قصے کہانیوں میں الجھا کر دین اسلام کی اصل شکل کو اوجھل کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تعلیمات کو حقیقی معنوں میں عام کیا

جائے اور کفریہ نظریات سے عوام کو آگاہ کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کی سازش کو بے نقاب کیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ ایک سازش کے تحت واقعہ کربلا کی آڑ میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں پر کیچڑ اچھالا جا رہا ہے' جس میں عوام اپنی کم علمی کی بنا پر شریک ہو جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن و تشنیع کے خلاف قانونی و آئینی طور پر گرفت کی جائے تو فرقہ وارانہ فسادات کنٹرول کیے جاسکتے ہیں۔

☆☆☆

گوجرانوالہ (۳رفروری) مجلس احراراسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے دس ہزار شہداء نے اپنے خون سے ختم نبوت کے عقیدے کا دفاع کر کے نئی تاریخ رقم کر دی تھی۔ حالات ہم سے پھر متقاضی ہیں کہ قانون تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ اور قانون تحفظ ختم نبوت کے دفاع کے لیے کمر بستہ ہو جائیں۔ وہ محمد عمر فاروق کی رہائش گاہ پر ایک اجلاس سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ یہ بڑا المیہ ہے کہ ساٹھ سال میں ملک کو اس کے قیام کے مقصد سے بہت دور ہٹا دیا گیا لیکن گزشتہ ادوار میں جو تھوڑی بہت اسلامائزیشن ہوئی وہ جیسی کیسی بھی تھی بہرحال ایک طویل جدوجہد کے نتیجے میں آئین کی چند دفعات اسلامی بن سکیں۔ اب موجودہ پرویزی حکومت نے حدود آرڈیننس کو ختم کر دیا ہے اور کہا یہ جا رہا ہے کہ سرکاری نسواں بل قرآن وسنت سے متصادم نہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ اس سے فکری ارتداد کا دروازہ کھولا جا رہا ہے اور حکومت تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کے قوانین کو بھی ختم کرنے کی تیاری کر رہی ہے اور لگتا ہے کہ اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر ایک بل اور لا کر ڈی اسلامائزیشن کے عمل کی تکمیل فوجی حکمران اپنے ہاتھوں سے کرنا چاہتے ہیں۔ مشاہد حسین گزشتہ دنوں پیرس میں اس کا اظہار بھی کر چکے ہیں کہ آئندہ الیکشن کے بعد قانون توہین رسالت ﷺ کو ختم کر دیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ ملک کی بچی کھچی نظریاتی شناخت کو ختم کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے جو قائداعظم کے افکار و نظریات کی بھی مکمل نفی ہے۔ قائداعظم نے اسرائیل کو حرامی بچہ قرار دیا تھا جبکہ موجودہ حکمران اور ق لیگ اسرائیل کو تسلیم کرنے کے لیے فضا بنا رہی ہے۔ علاوہ ازیں عبداللطیف خالد چیمہ' جرمنی کے مشہور سابق قادیانی سید منیر احمد شاہ، برطانیہ کے دانشور و مصنف کامران راؤ، قاری محمد قاسم، محمد معاویہ رضوان نے ایک وفد کی شکل میں شریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ کا دورہ کیا اور مولانا زاہد الراشدی سے ملاقات کر کے اکیڈمی کے شعبوں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ بعد ازاں مولانا ابرار احمد ظہیر نے عبداللطیف خالد چیمہ کے اعزاز میں عشائیہ کا اہتمام کیا۔ جس میں رانا محمد ابراہیم نفیس اور متعدد دیگر حضرات نے بھی شرکت کی۔ علاوہ ازیں خالد چیمہ نے مدرسہ مدینۃ العلم جناح کالونی گوجرانوالہ میں قاری محمد سلیم اور دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں حافظ محمد ثاقب اور دیگر حضرات سے ملاقات اور تبادلہ خیالات کیا۔

☆☆☆

لاہور (۵رفروری) مجلس احراراسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل پروفیسر خالد شبیر احمد نے کہا ہے کہ وزیراعلیٰ کی طرف سے مشہور قادیانی کارڈیالوجسٹ اور امریکی صدر بش کے مشیر پاکستان نژاد امریکی شہری ڈاکٹر مبشر احمد چودھری کے والد چودھری محمد اسلم (جس کو قادیانیوں کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن کیا گیا ہے) کی موت پر سرکاری پروٹوکول اور اس انداز میں افسوس کا اظہار جیسے کوئی مسلم سکالر انتقال کر گئے ہوں کی شدید مذمت کی ہے اور اس انداز کو کفر وارتداد پروری اور بدترین قادیانیت نوازی سے تعبیر کیا ہے۔ ایک بیان میں انھوں نے کہا ہے کہ ایسا طرزِ عمل آئین

پاکستان کے صریحاً خلاف ہے۔انھوں نے کہا کہ قادیانی اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق اکھنڈ بھارت کے قائل ہیں اور قادیانی آئین پاکستان میں درج اپنی متعینہ اقلیتی حیثیت کو ماننے سے علانیہ انکاری ہیں اور کھلے عام پوری دنیا کے مسلمانوں کو کافر اور اپنی تعلیمات کو قرآن وسنت پر مبنی قرار دیتے ہیں جو کسی بھی مسلمہ اصول وقانون کی نفی ہے۔ایسے میں سرکاری سطح پر ایک قادیانی کی موت پر مسلمانوں کے طریقے کے مطابق تعزیت یا افسوس کا اظہار نہ صرف ارتداد کی ترویج واشاعت کی ذیل میں آتا ہے بلکہ اس سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا ہے کہ چند سال قبل ڈسکہ کے قریب ''اونچی کھرولیاں'' نامی گاؤں میں قادیانی ڈاکٹر مبشر کے ہسپتال کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے پنجاب کے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی وہاں گئے اور مسلم آبادی پر مشتمل گاؤں اونچی کھرولیاں کے نام کو تبدیل کرکے قادیانی اسلم کے نام پر اسلم پورہ رکھنے کا اعلان کیا۔جس پر دینی جماعتوں نے سخت احتجاج کیا اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی سیکرٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے اعلیٰ حکومتی ارکان کو اس بابت خط لکھا۔انھوں نے بتایا کہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ ایک موقع پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپوزیشن لیڈر مولانا فضل الرحمٰن سے وعدہ کیا تھا کہ اونچی کھرولیاں کا نام قادیانی اسلم کے نام پر نہیں رکھا جائے گا لیکن پھر ایسا نہ ہوسکا۔

## جامعہ حفصہ کی طالبات قوم کی باحیا بیٹیاں ہیں، انھیں کچھ ہوا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی

(سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۱۲رفروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد اسلام آباد میں دینی تعلیم حاصل کرنے والی طالبات اپنے مطالبات منوانے کے لیے جس ردّعمل کا شکار ہوئی ہیں، اس ردّعمل کے اصل عوامل ومحرکات اور اسباب کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔اگر ریاستی قوت سے قوم کی بیٹیوں کو کچلنے کی کوشش کی گئی تو اس کے نتائج ملک وقوم کے حق میں نہیں ہوں گے اور ہولناک کشیدگی جنم لے گی۔انھوں نے کہا کہ اسلام آباد کو اسلام اور اسلامی آئین سے دور رکھنے کے لیے ہماری ساٹھ سالہ تاریخ کرب ناک بھی ہے اور شرمناک بھی۔انھوں نے کہا کہ اسلام آباد میں مساجد کے انہدام کے لیے جو عذر تلاش کیے گئے ہیں، ان کی کوئی حقیقت نہیں۔اصل میں اتنی بڑی تعداد میں بچیوں کی اسلامی تعلیمات کی درس گاہ ہی حکمرانوں کو کھٹک رہی ہے۔انھوں نے کہا کہ امریکی غلامی کی دلدل میں پھنسے ہوئے حکمران، اللہ کے دین کو چیلنج سے مکمل اجتناب کریں اور مساجد ومدارس کی تباہی سے توبہ کریں۔

## بیرونِ ملک شناختی کارڈ فارم میں ختم نبوت کا حلف نامہ بحال

ملتان (۱۲رفروری) وزارتِ داخلہ پاکستان کے محکمہ ''نادرا'' نے شناختی کارڈز برائے اوورسیز پاکستانیوں کے لیے (NICOP) درخواست فارم میں ختم نبوت والا حلف نامہ بحال کردیا ہے۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے مذکورہ فارم پر بیرون ممالک مقیم پاکستانیوں کو اپنا شناختی کارڈ بنوانے کے لیے پاکستانی سفارت خانوں کے ذریعے مہیا کیا جاتا تھا' سے اچانک عقیدۂ ختم نبوت کے حلف نامے والی عبارت جس میں صراحت کے ساتھ مسلمانوں کے لیے لاہوری وقادیانی مرزائی نہ ہونے کا حلف واقرار تھا' حذف کردی گئی تھی جس پر گزشتہ سال ختم نبوت اکیڈمی لندن، احرار ختم نبوت مشن گلاسگو، ختم نبوت سنٹر بیلجیم مجلس احرار اسلام پاکستان اور دیگر تنظیموں نے

احتجاج ریکارڈ کرایا تھا اور ملکی و عالمی سطح پر آواز اٹھائی تھی۔ خالد چیمہ نے بتایا کہ نئے طبع شدہ فارم میں حسبِ آئین ختم نبوت والا حلف نامہ شامل کر دیا گیا ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، ختم نبوت اکیڈمی لندن کے ڈائریکٹر عبدالرحمٰن باوا، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ (خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر) نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اس غیر آئینی اقدام کے ذمہ داروں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے اور اندرون ملک کلیدی عہدوں اور بیرونِ ممالک پاکستانی سفارت خانوں سے قادیانی تسلط کو ختم کیا جائے۔

## قادیانی، مسلمانوں کی وحدت کے مرکز و محور منصبِ رسالت ﷺ و ختم نبوت پر حملہ آور ہیں

## ڈاکٹر جاوید کنول نے ڈنمارک میں توہین آمیز خاکوں کے اصل محرکات تلاش کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا

## ڈاکٹر جاوید کنول کی کتاب ''جھوٹا کون؟'' کی تقریب رونمائی سے مقررین کا خطاب

چیچہ وطنی (۱۴ر فروری) ڈنمارک سے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت میں قادیانی جماعت کے ملوث ہونے کا انکشاف کرنے والے پاکستانی نژاد اٹلی کے مشہور صحافی، ادیب اور شاعر ڈاکٹر جاوید کنول کی قادیانی سربراہ مرزا مسرور کے خطبہ جمعہ کے جواب کے حوالے سے کتاب ''جھوٹا کون؟'' کی تقریب رونمائی چیچہ وطنی میں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام احرار لائبریری ہال میں مشہور سماجی رہنما شیخ عبدالمغنی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

مجلس احرار اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ، چیچہ وطنی پریس کلب کے سرپرست شیخ محمد اسلم، مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ، حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر، ایم اے اشرف اور دیگر مقررین نے تقریب رونمائی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے اور شروع دن سے اسلامی تعلیمات کی بیخ کنی، اسلام کے نظریۂ جہاد کی نفی اور پوری دنیا میں سیاسی سطح پر مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے قادیانی گروہ سرگرمِ عمل ہے۔ یہی فتنہ ارتداد اپنے کفریہ عقائد کو مختلف حیلوں سے اسلام کا نام دے کر پوری امتِ مسلمہ کے حقوق کا استحصال کر رہا ہے۔

مقررین نے کہا کہ ڈاکٹر جاوید کنول نے اپنی پیشہ وارانہ ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے گزشتہ سال ڈنمارک میں توہین آمیز خاکوں کے اصل محرکات کو تلاش کر کے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا کہ اس سب کچھ کے پیچھے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی امتِ مرتدہ کی خطرناک بلکہ خوف ناک سازش کارفرما ہے، سو انھوں نے ایک دیانتدار صحافی ہونے کے ناتے سچ کو نہ چھپاتے ہوئے ایک ذمہ دار سرکاری ادارے کے افسر سے ملنے والی مصدقہ معلومات کو طشت از بام کر کے پوری دنیا پر حقیقت آشکار کر دی اور مہر تصدیق بھی کہ ہر اسلام دشمن تحریک کے پس منظر میں قادیانی سازش کارفرما ہوتی ہے اور قادیانی مسلمانوں کی وحدت کے مرکز و محور منصبِ رسالت ﷺ و ختم نبوت پر حملہ آور ہیں۔

مہمان خصوصی ڈاکٹر جاوید کنول نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں تو خود توہین آمیز خاکوں سے پہلے اس نقطۂ نظر کا حامل نہیں تھا کہ قادیانی اس قسم کے گھناؤنے کردار کے حامل ہیں۔ میں اٹلی سے اپنے پیشہ وارانہ فرائض کی انجام دہی کے لیے ڈنمارک پہنچا تو وہاں کے ایک انٹیلی جنس آفیسر سے ملنے والی معلومات اور ٹیپ نے مجھے چونکا دیا پھر میں نے یہ خبر فائل کی کہ قادیانی اس سازش کا ایک اہم کردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس تاریخی سازش کو بے نقاب کرنے کی سعادت نصیب فرمائی کہ اس گستاخی کے پس پردہ قادیانیوں کی جہاد کے خلاف ریشہ دوانیاں شامل ہیں۔ اس سازش کے بے نقاب ہونے پر قادیانی

جماعت کا مشتعل ہونا ایک فطری امر تھا جس کا اظہار مرزا مسرور نے خبر کی اشاعت کے اگلے روز ۳؍مارچ ۲۰۰۶ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں کیا۔ ان کی طرف سے خطبۂ جمعہ کے نام پر دیئے گئے بیان کا جواب میرا اخلاقی، قانونی، شرعی حق ہے اس حق کو استعمال کرتے ہوئے میں نے ''جھوٹا کون'' کتاب لکھ دی تا کہ دنیا خود سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر سکے۔ ڈاکٹر جاوید کنول نے کہا کہ اس خبر کی پریس میں اشاعت کے بعد مجھے متعدد لوگوں نے قادیانی مرزا مسرور کے جواب کے لیے کہا لیکن میں اپنے آپ کو تیار نہ کر پایا کہ ایک رات امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں فرمایا کہ مرزا مسرور کا جواب دینا آپ کے ذمہ ہے۔ لہٰذا اسی وقت میں نے اس کے جواب کا فیصلہ کر لیا۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی جماعت اس خبر کے حوالے سے لندن، بلجیم اور انڈیا کی عدالتوں میں ہے اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ پوری دنیا میں عدالتی جنگ بھی لڑوں گا اور تحریک تحفظِ ختم نبوت کے محاذ پر ایک کارکن کی حیثیت سے کام بھی جاری رکھوں گا۔ انھوں نے کہا کہ وہ ختم نبوت اور ردِّ قادیانیت کے حوالے سے کئی موضوعات پر کام کر رہے ہیں۔

تقریب میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھی بھرپور شرکت کی اور تمام شرکاء نے ڈاکٹر جاوید کنول کی صحافت وشاعری کے ساتھ ساتھ محاذِ ختم نبوت پر ان کی خدمات کا پُرجوش خیر مقدم کیا بعد ازاں محفلِ مشاعرہ منعقد ہوئی جس میں مہمان خصوصی ڈاکٹر جاوید کنول، حافظ عبدالرحمٰن انجم، ایم اے اشرف، اکرام الحق سرشار، محمود احمد محمود، سلمان بشیر، عابد مسعود ڈوگر، عدنان بشیر، محمد نعیم بھٹی اور اکرم سعید اکرم نے اپنا کلام سنایا۔

## حکومت، اسلام دشمن قوتوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے: (عبداللطیف خالد چیمہ)

وہاڑی (۱۶؍فروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ موجودہ حکومت نے قادیانیوں سمیت دین دشمن تحریکوں اور اینٹی اسلام فتنوں کے لیے آسانیاں پیدا کی ہیں اور پاکستان کو اس کی نظریاتی اساس اور مقصدِ قیام سے دور ہٹانے کی طویل دورانیے والی خطرناک سازش پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ قانون تحفظ ناموس رسالت (ﷺ) اور قانون تحفظ ختم نبوت کا ہر قیمت پر دفاع ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ وہ جامع مسجد خضراء ماڈل ٹاؤن وہاڑی میں ''عصر حاضر میں تحفظ ختم نبوت کے تقاضے'' کے موضوع پر منعقد ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔

انھوں نے کہا کہ سید مشاہد حسین کے پیرس میں اس بیان نے کہ '' آئندہ الیکشن کے بعد قانون تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) میں ترمیم کر دی جائے گی'' نے قوم میں شدید بے چینی واضطراب پیدا کر دیا ہے تمام مذہبی قوتوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ سیاسی ترجیحات سے ہٹ کر صورتحال کا سنجیدگی سے جائزہ لیں اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی طرح مشترکہ لائحہ عمل طے کریں۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی کافر، مُرتد اور زندیق کی ذیل میں آتے ہیں۔ قادیانی جماعت اپنی متعینہ آئینی حیثیت تسلیم نہ کر کے علانیہ تصادم اختیار کر چکی ہے قادیانی فتنہ اپنے کفر کو اسلام کے نام پر متعارف کروا کے پوری دنیا کو دھوکہ دے رہا ہے اور زندقہ وارتداد پھیلا رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناعِ قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کی صورتحال مزید مخدوش ہوتی جا رہی ہے۔ اور قادیانی طویل پلاننگ کے ساتھ اسرائیل کی طرز پر چناب نگر کے اردگرد زمینیں نہایت مہنگے داموں خرید کر آنے والے وقت میں ملکی سلامتی کے لے خطرات میں اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔

بعد ازاں حاجی سلطان احمد کی رہائش گاہ پر دینی کارکنوں سے خطاب اور پریس کانفرنس میں انھوں نے کہا کہ مجلس

احرار اسلام مخلوق کو انسانی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لانے کے نظام کی داعی ہے مغربی جمہوریت عوام کا نہیں بالادست اور رولنگ کلاس کا مسئلہ ہے موجودہ انتخابی سسٹم ہی استحصالی نظام کی تقویت کا باعث ہے جس نے قومی وسائل کو چند مٹھی بھر افراد کی جاگیر بنادیا ہے یہی کافرانہ نظام تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔اس نظام کے ذریعے اسلامی نظام تو کجا اصلاح احوال بھی ممکن نہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انھوں نے کہا کہ ایم ایم اے نے اسمبلیوں سے مستعفی ہونے کی بار بار دھمکیاں دینے کے بعد اب استعفوں کا بائیکاٹ کر دیا ہے اس طرح اس اتحاد نے قوم کو مایوس کیا ہے لیکن اس میں ان کے نزدیک کیا حکمت ہے یہ تو وہی بتا سکتے ہیں ایک اور سوال کے جواب پر انھوں نے کہا تحفظ ختم نبوت کے محاذ کی برصغیر میں اوّلین جماعت مجلس احرار اسلام ہے جس کو ۱۹۵۳ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کی پاداش میں کئی سال تک پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔تاہم نامساعد حالات کے باوجود ہم انتخابی سیاست کی بجائے نظریاتی سیاست کر رہے ہیں اور کسی طور پر بھی بغیر دلیل کے اپنے اصولی مؤقف سے پیچھے ہٹنے کے لیے تیار نہیں۔ایک سوال پر انھوں نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والی جماعتیں اپنے اپنے تحفظات اور اپنی الگ شناخت کے باوجود تحفظ ختم نبوت کے مشترکہ اہداف کی طرف بھی آگے بڑھ رہی ہیں اور یہ تو خوش آئند بات ہے کہ فتنہ ارتداد مرزائیہ کی تباہ کاریوں سے امت کو بچانا ہی سب کا ہدف ہے۔

انھوں نے بتایا کہ تحریک تحفظ ختم نبوت مارچ ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداء کی یاد میں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام مارچ اور اپریل میں چناب نگر، لاہور، ملتان، چیچہ وطنی سمیت متعدد دیگر شہروں میں مرکزی سطح کی سالانہ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوں گی جن میں تمام مکاتب فکر کے جید علماء ومشائخ، دینی وسیاسی رہنما، وکلاء اور صحافی خطاب کریں گے۔ بعدازاں انھوں نے ماچھی وال اور بورے والا کا دورہ کیا اپنی جماعت کے تنظیمی امور کا جائزہ لیا۔حافظ محمد رفیق، حافظ قاضی عبدالقدیر اور محمد عثمان بھی اُن کے ہمراہ تھے۔

## الرشید اور الاختر ٹرسٹ پر پابندی ظلم وسفا کی ہے: (قائدِ احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۱۹رفروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کے احکامات کی روشنی میں ''الرشید ٹرسٹ'' اور ''الاختر ٹرسٹ'' پر پابندی ظلم وسفا کی کی انتہا ہے اور اپنی آزادی کو اپنے ہی ہاتھوں سے ذبح کرنے کے مترادف ہے۔ایک بیان میں احرار رہنماؤں نے کہا کہ دکھی انسانیت، مفلوک الحال لوگوں اور مصیبت زدہ افراد کی پریشانیوں میں اُن کے دکھ بانٹنے والوں کے خلاف اس قسم کے فیصلے نہ صرف توہین انسانیت کے زمرے میں آتے ہیں بلکہ اپنی خودمختاری اور آزادی کو عالم کفر کے حوالے کرنے کے مترادف ہے۔انھوں نے کہا کہ کفر والحاد اور فحاشی وبدکاری پھیلانے والی این جی اوز کے لیے مکمل آسانیاں پیدا کی جارہی ہیں اور اسلامی و پاکستانی ذہن رکھنے والے اداروں کے راستے مسدود کیے جارہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ غیر ملکی آقاؤں کی مرضی ومنشا اور ہدایات پر اس قسم کے فسطائی ہتھکنڈوں کے ذریعے اسلامی فلاحی ورفاہی تنظیموں پر پابندی لگانا قرین انصاف نہیں۔

انھوں نے الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ پر اقوام متحدہ کی ہدایت پر پابندی لگائے جانے کے حکومتی فیصلے کو یک طرفہ اور ظالمانہ قرار دیتے ہوئے اسے انسان دشمنی قرار دیا اور کہا کہ انسانی فلاحی سرگرمیوں میں مثبت اور مؤثر کردار ادا کرنے والے اداروں پر پابندی لگانے سے عالمی استبداد اور پرویزی حکومت کا چہرہ پوری طرح عیاں ہوگیا ہے۔اور واضح ہوگیا ہے کہ عالمی

اداروں کوانسانیت کی بھلائی کی بجائے اپنے کفریہ ایجنڈے کی تکمیل سے غرض ہے۔انھوں نے مطالبہ کیا کہ الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ پرلگائی جانے والی پابندی حکومتِ پاکستان مسترد کرے۔

## حکومت اپنی ناکامیوں کا ملبہ دینی قوتوں پر ڈال رہی ہے

## قادیانی' چناب نگر میں زمینیں خرید کر عجمی اسرائیل قائم کرنے کی سازش کررہے ہیں

## (مرکزی مجلس عاملہ مجلس احرار اسلام)

چناب نگر(۱۷رفروری) مجلس احرار اسلام پاکستان نے کہا ہے کہ اسلام امن وسلامتی اور ترقی کا ضامن اور داعی ہے۔ صدر پرویز امریکی ایجنڈے کے تحت دینی قوتوں کو کچلنے کے لیے انھیں اسلام کے ٹھیکیداروں کے طعنے دے رہے ہیں اور امن پسند دینی قوتوں کو دہشت گردی کا الزام دے کرانھیں بدنام کررہے ہیں۔مجلس احرار اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس گزشتہ روز مدرسہ ختم نبوت جامع مسجد احرار چناب نگر میں مرکزی ناظم اعلیٰ پروفیسر خالد شبیر احمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ، ملک محمد یوسف، چودھری محمد اکرام، صوفی نذیر احمد، قاری محمد یوسف احرار، صوفی محمد علی اور دیگر نے شرکت کی۔اجلاس میں کہا گیا کہ حکومت امن وامان کے قیام میں بری طرح ناکام ہوچکی ہے اور اپنی ناکامیوں کا ملبہ دینی وسیاسی قیادت پر ڈال رہی ہے۔پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر طرف دھماکے ہورہے ہیں۔عدالتیں، مساجد، دفاتر، بازار کوئی جگہ بھی محفوظ نہیں رہی۔پوری قوم عدم تحفظ کا شکار ہے۔صدر مملکت کے بیانات اُن کے منصب سے گرے ہوئے ہیں۔حکمرانوں کی غلطیوں کی سزا قوم کو مل رہی ہے۔اجلاس میں کہا گیا ہے کہ جامعہ حفصہ اور لال مسجد اسلام آباد کا مسئلہ ابھی تک زیرالتواء ہے اور حکمران جان بوجھ کر اس مسئلہ کو الجھار ہے ہیں۔اس تنازعہ کو سنجیدگی سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔

اجلاس میں امتناعِ قادیانیت ایکٹ اور قانون تحفظِ ناموسِ رسالت (ﷺ) پر مؤثر عمل درآمد کا مطالبہ کیا گیا اور مسلم لیگ (ق) کے سیکرٹری جنرل سید مشاہد حسین کے اس بیان پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ ''آئندہ الیکشن کے بعد قانون تحفظ ناموسِ رسالت (ﷺ) میں ترمیم کردی جائے گی۔اجلاس میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی ایک طویل اور خطرناک منصوبہ بندی کے تحت چناب نگر (ربوہ) کے اردگرد کئی گنا مہنگے داموں وسیع رقبے خرید کر خالص اسرائیل کے طرز پر مستقبل میں ملکی سلامتی کے لیے خطرات پیدا کررہے ہیں۔اگر اس صورتحال کا تدارک نہ کیا گیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی۔

اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے دس ہزار شہداء کی یاد میں ۸رمارچ کو لاہور ۱۵رمارچ کو چیچہ وطنی ۱۱،۱۲رربیع الاوّل کو چناب نگر اور ۲۹راپریل کو ملتان میں مرکزی سطح کی سالانہ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی جائیں گی اور تحریک ختم نبوت کے حوالے سے بیداری پیدا کرنے کے لیے مارچ اور اپریل دو ماہ ملک کے طول وعرض میں ختم نبوت کے عنوان سے چھوٹے بڑے شہروں میں اجتماع منعقد ہوں گے۔

## باری ملک' بریڈفورڈ کی قادیانی جماعت کا صدر ہے، مسلم کمیونٹی کا لیڈر نہیں: (عبداللطیف خالد چیمہ)

ملتان(۲۰رفروری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات عبداللطیف خالد چیمہ نے برطانیہ کے شہر

بریڈفورڈ میں پاکستانی کونسلر ایاز حسین کی طرف سے وہاں کی قادیانی جماعت کے مقامی صدر باری ملک کو مسلم کمیونٹی لیڈر کے طور پر مقرر کرنے کو اسلام اور مسلمانوں کی توہین قرار دیتے ہوئے اسے انتہائی شرانگیز اقدام قرار دیا ہے' جسے وہاں کی مسلم کمیونٹی کبھی بھی قبول نہیں کرے گی۔ انھوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ بیرون ممالک قادیانی لابی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے اسلام اور مسلمانوں کا استحصال کر رہی ہے اور قادیانیت نواز پالیسی کا حصہ ہے کہ برطانیہ اور دیگر ممالک کے پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانیوں اور ایسے عناصر کو مسلط کیا گیا ہے جو ملک کے اساسی ونظریاتی تشخص کی مزید تباہی کا سبب بن رہے ہیں۔ انھوں نے لندن سے آمدہ اطلاعات کے مطابق بتایا کہ وہاں کے مسلم حلقوں میں اس بابت تشویش پائی جاتی ہے۔ انھوں نے کہا کہ لندن میں پاکستانی سفیر اور سفارت خانے کا فرض بنتا ہے کہ وہ اسلام، پاکستان اور آئین پاکستان کے باغی قادیانی گروہ کا تدارک اور سدِباب کرے۔ انھوں نے کہا کہ آئین کے مطابق مسلم کمیونٹی کی نمائندگی کا کسی قادیانی کو ہرگز کوئی حق حاصل نہیں۔

## الرشید اور الاختر ٹرسٹ بحال کیے جائیں، پابندی بلاجواز ہے: (سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۲۳ رفروری) مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا منظور احمد، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد اختشام الحق معاویہ، قاری محمد اصغر عثمانی اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ پر پابندی کا مطلب ہے کہ حکومت عدالتوں کے فیصلے پر یقین نہیں رکھتی اور حکومت خود ایسے حالات پیدا کر رہی ہے جس سے عدالتی نظام سے اعتماد اٹھ جائے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ انسانیت کی بھلائی اور مفلوک الحال لوگوں کی فلاح کے لیے بلاامتیاز نمایاں خدمات سرانجام دینے والے مذکورہ دونوں اداروں پر پابندی کا حکومت کوئی آئینی وقانونی جواز بھی پیش نہیں کر سکی۔ پوری قوم نے یہ پابندی مسترد کر دی ہے۔ تمام مکاتب فکر اور تمام سیاسی قوتیں اس مسئلہ پر الرشید ٹرسٹ اور الاختر ٹرسٹ کے ساتھ ہیں۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ ان رفاہی وفلاحی اداروں کے بڑے جرائم یہ ہیں کہ انھوں نے آزاد کشمیر میں زلزلہ کے موقع پر مصیبت زدہ لوگوں کی بلاامتیاز مذہب خدمت کی اور مسیحی وقادیانی این جی اوز اور لادین وقادیانی مشنری ادارے اپنی بدمعاشی کھلے عام نہ چلا سکے۔ بلکہ ان اداروں کی وجہ سے متاثرہ علاقوں میں رجوع الیٰ اللہ بھی بڑھا۔ انھوں نے کہا کہ تعلیم اور فلاح و بہبود کی آڑ میں غیرملکی این جی اوز اور قادیانی فتنے پر پابندی لگانے کی ضرورت ہے۔


## گجرات میں مرکز احرار، مدرسہ ومسجد ختم نبوت کا قیام

ضلع گجرات نیو ماڈل ٹاؤن میں مسجد احرار کے قیام کے لیے ایک صاحب نے ایک کنال جگہ وقف کی اس کا سنگِ بنیاد ۶ رنومبر ۲۰۰۶ء کو امیر مجلس احرار اسلام پاکستان ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اور نواسہ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے رکھا۔ اللہ پاک نے سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ کی آرزو کو پورا کیا۔ احباب ومخلصین اس دینی مرکز کی تعمیر میں تعاون فرمائیں۔

الداعی: حافظ ضیاء اللہ قریشی۔ منتظم مدرسہ محمودیہ ناگڑیاں ضلع گجرات
فون: 053-7650025۔ موبائل: 0301-6221750

ادارہ

# مسافرانِ آخرت

☆سیٹھ محمد اشرف مرحوم: ڈیرہ اسماعیل خان سے مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے سابق رکن اور قدیم احرار کارکن، انتقال: ۱۰ر محرم ۱۴۲۸ھ۔۳۰ر جنوری ۲۰۰۷ء

☆محمد اشرف خان مرحوم: انتقال ۲۳ر جنوری ۲۰۰۷ء ملتان۔ ''نقیب ختم نبوت'' کے قدیم و مخلص قاری تھے۔

☆جام احمد بخش منڈھیرا مرحوم: انتقال: ۳۱ر جنوری ۲۰۰۷ء ماہڑہ ضلع مظفر گڑھ۔ بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم ملتان کے منتظم جام ریاض احمد کے ماموں۔

☆جناب محمد عمر فاروق کو صدمہ: مجلس احرار اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن اور ہمارے رفیق فکر جناب محمد عمر فاروق (تلہ گنگ) کی نومولود بیٹی یکم فروری ۲۰۰۷ء کو انتقال کر گئی۔

☆جناب محمد عمران شیخ کو صدمہ: ملتان میں ہمارے مہربان محمد عمران شیخ کا کمسن بیٹا اور جاوید شیخ کا بھتیجا۔ انتقال: ۲ر فروری ۲۰۰۷ء

☆بابا احمد دین مرحوم: انتقال: ۷ر فروری ۲۰۰۷ء۔ حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے قدیم مرید تھے۔ سو سال کے قریب عمر پائی۔ ٹریفک کے حادثہ میں انتقال کر گئے۔ خانیوال کے نواح میں رہائش پذیر تھے۔

☆جناب عبدالغفور چانڈیہ کو صدمہ: (کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ) آپ کے جواں سال فرزند محمد احسن مرحوم۔ انتقال: ۱۰ر فروری ۲۰۰۷ء

☆ہمشیر مرحومہ محمد ارشاد پٹواری، عبدالرزاق پٹواری (موضع عزیز فہم تحصیل میلسی ضلع وہاڑی) انتقال: ۱۱ر فروری ۲۰۰۷ء

☆ماہنامہ ''نورٌ علیٰ نور'' کراچی کے مدیر حضرت مولانا عبدالرشید انصاری کی اہلیہ مرحومہ

☆جامعہ علیمیہ ختم نبوت چوک اعظم کے منتظم اور ہمارے ساتھی حافظ محمد انور کے چچا محمد ابراہیم مرحوم (مقیم چک ۱۲۔ایل/ ۴۸ چیچہ وطنی)

☆مولوی عبدالرحمٰن صاحب کے والد، مولوی عبدالمنان صاحب (خیر المدارس) کے چچا اور قاری محمد قاسم (چیچہ وطنی) کے رشتہ میں دادا حاجی قادر بخش مرحوم (جلہ ارائیں ضلع لودھراں۔ ۱۷ر فروری ۲۰۰۷ء)

☆محمد شکیل مجاہد کی نانی مرحومہ (میلسی۔ ۸ر فروری ۲۰۰۷ء) ☆والد مرحوم مولانا محمد الیاس اختر (مدرس مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان)

☆صوفی محمد رمضان نقشبندی مرحوم: (جلال پور پیروالہ) ملک اشفاق احمد نقشبندی کے والد۔ انتقال: ۲۰ر فروری ۲۰۰۷ء

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے۔ نیز تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے (آمین)

(ادارہ)

## دعائے صحت

☆بستی الہ آباد (میلسی) میں ہمارے مہربان جناب حاجی غلام مصطفیٰ عجمی صاحب اور مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن شیخ فیض علی لدھیانوی کی اہلیہ علیل ہیں۔ قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

# سالانہ ختم نبوت کانفرنس

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

26 اپریل 2007ء
جمعرات بعد نماز عشاء

زیر صدارت

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی

## سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

زعمائے احرار کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام دینی جماعتوں کے رہنما اور دانشور خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

جنوبی پنجاب کے احرار کارکن اور عوام کانفرنس میں شریک ہو کر اسے کامیاب بنائیں

✆ 061-4511961, 0300-6326621

شعبہ نشریات
تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام ملتان

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

# شہدائے ختم نبوت کانفرنس

دفتر احرار 69/c حسین سٹریٹ وحدت روڈ، نیو مسلم ٹاؤن لاہور

## 8 مارچ 2007ء جمعرات بعد نماز مغرب

زیر صدارت

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی

## سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

زعماء احرار کے علاوہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء کرام دینی جماعتوں کے رہنما اور دانشور خطاب فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

احرار کارکن اور عوام بھرپور شرکت فرما کر کانفرنس کو کامیاب کریں

✆ 042 - 5865465
0300-4240910

شعبہ نشریات تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام لاہور

تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

# سالانہ ختم نبوت کانفرنس

**15 مارچ 2007ء**
**جمعرات بعد نمازِ عشاء**

**جامع مسجد بلاک نمبر 12**
**چیچہ وطنی**

زیر صدارت

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی

## سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

کانفرنس ان شاء اللہ تعالیٰ روایتی تزک و احتشام اور جوش و خروش کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔ تمام مکاتبِ فکر کے جید علماء کرام، دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنما، وکلاء و دانشور اور ممتاز صحافی خطاب فرمائیں گے۔

احرار کارکن اور علاقہ کے عوام پورے ذوق کے ساتھ کانفرنس میں شریک ہوں

© 040-5482253

شعبہ نشریات — تحریک تحفظ ختم نبوة شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی!
جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
نئی سافٹ ٹیوب میں
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
دانتوں اور مسوڑھوں کا مکمل تحفظ
قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مسواک
جو ہے مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ میں، اس کے مسواک ایڈوانٹیج سے
دانتوں اور مسوڑھوں کو ملے مضبوطی، خوبصورتی، چمک اور ساتھ مہکتی سانسیں۔
مسواک Advantage یعنی ہر دم، ہر پل
ہمدرد

Monthly"Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat"Multan.Regd.M.No.32

توحید ؓ و ختمِ نبوت کے علمبردارو، ایک ؓ ہو جاؤ (سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

# دوروزہ ۲۹ ویں سالانہ تحفظِ ختمِ نبوّت کانفرنس ؓ

## ۱۱، ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ ✻ جامع مسجد احرار، چناب ؓ نگر

زیرِ صدارت
ابنِ امیرِ شریعت
حضرت پیر جی
امیر مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

# سید عطا المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مہمانانِ خصوصی

حضرت الشیخ مولانا
**عبدالحفیظ مکی** حفظہ اللہ
خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا قدس سرہ
امیر، انٹرنیشنل ختمِ نبوۃ موومنٹ

حضرت صاحبزادہ
**عزیز احمد** صاحب مدظلہ
(خانقاہ سراجیہ کندیاں)

حضرت مولانا
**قاضی محمد ارشد الحسینی** دامت برکاتہم
جانشین
حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ

مشائخ عظام، جید علماء اور دانشور کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کریں گے

**پروگرام**
۱۱ ربیع الاوّل
پہلی نشست: بعد ظہر تا عصر
دوسری نشست: بعد نماز عشاء
۱۲ ربیع الاوّل
درس قرآن کریم: بعد نماز فجر
تقاریر: گیارہ بجے تا ظہر

**جلوس**
حسبِ سابق بعد از ظہر سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس مسجدِ احرار سے روانہ ہوگا۔ دورانِ جلوس مختلف مقامات پر زعماءِ احرار خطاب فرمائیں گے

منجانب: تحریک ؓ تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) ✻ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

Designed by 0321-6358191

رابطہ:۔ چناب نگر: 047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-5865465 چیچہ وطنی: 040-5482253 کراچی: 0301-2684157